سوچ کی نسل

کاشف زبیر

کہتے ہیں کہ حرکت میں برکت ہے مگر... کبھی کبھی حرکت میں زحمت بھی ہو جاتی ہے۔ ان کا بھی یہ سفر کئی سنسنی خیز واقعات کا سبب بن گیا تھا۔ جب محبت کئی روپ میں ڈھل کر سامنے آئی تو دلوں کی دھڑکن گویا ٹھہر ٹھہر گئی... آنکھوں میں یقین حیرت بن کر سمٹ آیا... نسلوں کے درمیان کئی صدیوں کے اس فاصلے نے ماضی کے بہت سے اوراق کھول دیئے جن پر رقم ہر سطر ایک نئی داستان سنا رہی تھی۔

مختلف تہذیبوں اور روایات کی

دلچسپ معلوماتی تحریر

گائیڈ سیاحوں کے گروپ کو اس قلعے کی تاریخ سے آگاہ کر رہا تھا۔ اسپین کے شہر ٹولیڈو میں بے شمار تاریخی مقامات ہیں۔ یہ قلعہ ان میں سے ایک تھا۔ کسی زمانے میں یہ قلعہ چرچ کی تحویل میں تھا۔ میرا نام جیمز مارسن ہے اور میں اپنی گرل فرینڈ کے ہمراہ سیاحوں کے اس گروپ کے ساتھ تھا اور موقع بہ موقع تصویریں بھی لے رہا تھا۔ فوٹو گرافی میرا شوق بھی ہے اور میرے پیشے میں معاون بھی۔ میں مصنف ہوں اور ایک ہسٹری میگزین کے لیے کام کرتا ہوں۔ میرا

Scanned by CamScanner

تعلق جنوبی انگلینڈ سے ہے لیکن میری تعلیم اور ملازمت لندن میں رہی۔ رسالے کا ہیڈ آفس لندن میں ہے اور یہ یورپ کی سات زبانوں میں چھپتا ہے۔ اسکول کے زمانے سے مجھے تاریخ میں دلچسپی ہے۔ یہی وجہ تھی کہ آکسفورڈ میں داخلے کے وقت میں نے تاریخ کو بطور مضمون لیا اور بعد میں اسے ہی بطور پیشہ منتخب کیا۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد میگزین سے بطور مصنف منسلک ہو گیا۔ میرے لکھے تحقیقی مضامین قارئین میں پسندیدگی کی سند حاصل کر چکے تھے۔ چھبیس برس کی عمر میں شادی کا تجربہ کیا جو سال بھر بعد ہی ناکام رہا۔

شادی کی ناکامی نے میرے کیریئر پر بھی اثر ڈالا اور میں پہلے جیسی دل جمعی سے کام نہیں کر پا رہا تھا۔ یہ بات میرے باس رچرڈ اوز برگ نے بھی محسوس کر لی اور اس نے مجھے اسپین جانے کا مشورہ دیا۔ اس نے کہا۔ ''اسپین میں ہمارے دفتر میں ایک جگہ خالی ہے۔ پھر ماحول بدلے گا تو تم یقیناً بہتر محسوس کرو گے۔ جنوبی اسپین تاریخ کا خزانہ ہے۔ خاص طور سے مسلم دور کی یادگاریں اور تعمیرات دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں۔''

رچرڈ ٹھیک کہہ رہا تھا پندرھویں صدی کے آخر میں جب مسلمان یہاں سے رخصت ہوئے تو اسپین ایک ترقی یافتہ ملک تھا مگر چند سالوں کے اندر جاہل اسپینیوں نے ترقی کی ان تمام نشانیوں کو مٹا دیا اور ملک کو اس دور میں لے گئے جب اسپین رومن سلطنت کا ایک غلام صوبہ تھا۔ میری عرصے سے خواہش تھی کہ اسپین جاؤں مگر موقع نہیں مل رہا تھا اب رچرڈ نے پیش کش کی اور میں بھی تبدیلی چاہتا تھا۔ مالی لحاظ سے بھی یہ پیشکش اچھی تھی مجھے تنخواہ بھی ملتی اور لکھنے کا معاوضہ بھی۔ میگزین کا دفتر میڈرڈ میں تھا۔ یہ خوب صورت شہر ہے اور اسپین کا دارالخلافہ بھی ہے۔ سب سے بڑھ کر یہ میری پسندیدہ ترین فٹ بال ٹیم رئیل میڈرڈ کا ہوم ٹاؤن بھی ہے۔ اتفاق کی بات ہے آمد کے دوسرے مہینے مجھے رئیل میڈرڈ کا میچ دیکھنے کا موقع بھی مل گیا اور اس میچ کے دوران میری ملاقات سرخ بالوں اور سانولی رنگت والی ماریا سے ہوئی۔ ہماری نشستیں ساتھ ساتھ تھیں اور جب دوران میچ بارش شروع ہوئی تو اس نے مجھے اپنی چھتری تلے آنے کی پیشکش کی۔

جب میچ ختم ہوا تو ہمارے درمیان ایک ہلکا پھلکا تعلق قائم ہو چکا تھا۔ میں نے اسے اس کے گھر ڈراپ کیا اور اگلی ملاقات کا وعدہ بھی لے لیا۔ چند ملاقاتوں کے بعد مجھے محسوس ہوا کہ مجھے ماریا جیسی لڑکی کی ہی ضرورت ہے جو میری ویران زندگی کو اپنی محبت سے آباد کر دے۔ لیکن اس بار میں عجلت میں کوئی فیصلہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔ ماریا بھی ہچکچا رہی تھی۔ اس لیے طے ہوا کہ ہم کچھ عرصے ساتھ رہ کر دیکھیں گے کہ شادی ہمارے لیے کس حد تک سودمند ہو سکتی ہے۔ اسپین آنے کے کچھ عرصے تک تو مجھے بوریت رہی، اسپینی زبان مجھے آتی تھی۔ یہاں آ کر اس میں روانی آ گئی پھر ماریا سے ملاقات ہوئی تو بوریت ختم ہو گئی اور ایک مختصر سا حلقۂ احباب بھی بن گیا۔ گرمیاں آئیں تو ماریا نے اسپین گھومنے کی تجویز پیش کی۔ ماریا یونیورسٹی میں پڑھ رہی تھی اور گرمیوں کی چھٹیوں میں کہیں جا سکتی تھی۔ مجھے دفتر سے زیادہ دن کی چھٹی نہیں مل رہی تھی، صرف ایک ہفتے کی چھٹی منظور ہوئی تھی اس لیے ہم نے ٹولیڈو جانے کا سوچا۔ یہ مقام تاریخی بھی ہے اور میڈرڈ سے زیادہ دور بھی نہیں ہے۔ ہم اپنی کار میں چند گھنٹے سفر کر کے ٹولیڈو پہنچ گئے۔

''میرا تعلق ٹولیڈو سے ہے۔'' ماریا نے راستے میں بتایا۔ ''میرے آبا و اجداد مور (مسلم) تھے۔ پھر سترھویں صدی میں جب میڈرڈ آباد ہونا شروع ہوا تو ہمارے خاندان کے اکثر لوگ یہاں آ گئے۔ لیکن اب بھی قلیوس خاندان کے لوگ وہاں آباد ہیں۔''

''تم پہلے بھی ٹولیڈو آتی رہی ہو؟''

''نہیں اتفاق کی بات ہے یہ میرا بھی پہلا سفر ہوگا۔''

ہم ایک ہوٹل میں رکے۔ یہیں سے ٹولیڈو کے قابل دید مقامات کے بارے میں معلوم کیا۔ جنوب میں موسم گرم ہوتا ہے لیکن ٹولیڈو بلندی پر تھا اس لیے جولائی میں بھی یہاں کا موسم شاندار تھا۔ مسلسل بارشوں سے سبزے کی بہتات تھی۔ جگہ جگہ نارنگی اور سیب کے باغات تھے۔ زیتون بھی تھا لیکن اتنا نہیں تھا۔ ٹولیڈو خاموش اور پرسکون شہر ہے، جب اس کی گلیوں میں بہت سے لوگ چل پھر رہے ہوں تب بھی یہاں عجیب سا سناٹا اور سست روی نظر آتی ہے۔ ہمیں بتایا گیا کہ ٹولیڈو کی سب سے پرکشش جگہ اس کا قلعہ ہے۔ یہ کسی قدر بلند پہاڑی پر تھا، اس کے ایک طرف ڈھلان تھی اور دوسری طرف قلعے سے ذرا نیچے ٹولیڈو کی آبادی شروع ہو جاتی تھی۔ قلعہ جنگی نوعیت کا تھا۔ یہ زیادہ بڑا نہیں تھا۔ مشکل سے سو گز لمبا اور تقریباً اتنا ہی چوڑا تھا مگر چوکور نہیں تھا بلکہ پہاڑی کے سائز کے لحاظ سے اس کی دیواریں ترتیب دی گئی تھیں۔ قلعے کے آغاز پر ایک تختی لگی تھی جس پر قلعے کی مختصر تاریخ اسپینی اور انگریزی زبان میں لکھی ہوئی تھی۔ یہ قلعہ سب سے پہلے طارق بن زیاد کی آمد کے بعد مسلمانوں نے بنوایا تھا یہاں سے وہ آس پاس کی عیسائی آبادیوں پر نظر رکھتے تھے۔ ٹولیڈو جنوبی اسپین میں مرکزی مقام رکھتا ہے مگر یہ کبھی بھی اہم شہر یا کوئی حکومتی مرکز نہیں رہا۔

ہم آمد کے دوسرے دن قلعے کی سیر کے لیے گئے۔ قلعے میں داخلے پر ٹکٹ تھا اور خاصا مہنگا تھا۔ ان لوگوں نے قلعے کو کمائی کا ذریعہ بنایا ہوا تھا۔ سیر کا وقت صبح دس سے شام چار بجے تک تھا اس کے علاوہ قلعے میں داخلے کی اجازت نہیں تھی۔ ایک سرکاری گائیڈ سیاحوں کو قلعے کی تاریخ اور منفرد قصوں سے آگاہ کرتا تھا۔ میری توجہ اس کی باتوں سے زیادہ قلعے پر تھی۔ یہ پتھر کی بڑی سلوں سے بنا ہوا تھا۔ دیواریں، چھت، حتیٰ کہ فرش تک پتھروں سے بنا ہوا تھا اسی وجہ سے یہ قلعہ اتنے عرصے سے جوں کا توں قائم تھا۔ پھر اس نے زیادہ جنگیں بھی نہیں دیکھی تھیں اس لیے اسے نقصان نہیں ہوا تھا۔ بیرونی کھلے حصوں پر مسلسل ہونے والی بارش کی وجہ سے کائی جمی ہوئی تھی۔ کہیں کہیں کائی اتنی زیادہ تھی کہ اس پر پودے اُگ آئے تھے، یہی حال صحن کے فرش کا تھا۔ فصیلوں کے ساتھ بڑے اور گھنے درخت تھے۔ سیاحوں کی سہولت کے لیے جگہ جگہ بینچز کا انتظام تھا تاکہ سیاح دوسری جگہوں پر لیٹنے بیٹھنے سے گریز کریں۔ یہاں کھانے پینے اور کوئی بھی کچرا پھینکنے کی ممانعت تھی۔ حد یہ کہ پانی کی بوتلیں لانے کی اجازت بھی نہیں تھی۔ پینے کے لیے پانی قلعے میں موجود تھا۔ بیرونی حصے میں ٹوائلٹ کی سہولت دی گئی تھی۔

سیاح زیادہ نہیں تھے، مشکل سے ایک درجن افراد تھے۔ ان میں نصف سے زیادہ خواتین تھیں اور وہ بڑے ذوق و شوق سے گائیڈ کی باتیں سن رہی تھیں۔ ان میں ماریا بھی شامل تھی۔ وہ اسپینی حسن کا شاہکار تھی۔ شہد رنگ بال، سونے جیسی سنہری رنگت، سیاہی مائل سرمئی آنکھیں اور تیکھے نقوش تھے۔ گھٹنوں سے ذرا اوپر ختم ہو جانے والی سرخ رنگ کی فراک میں اس کا نازک بدن نمایاں تھا۔ پیروں میں نازک سے سینڈل تھے۔ وہ بلاشبہ اس گروپ کی سب سے خوب صورت لڑکی تھی۔ جب میں اسے دیکھتا تو کچھ دیر دیکھتا رہ جاتا۔ جب میں ماریا کو اس طرح دیکھتا تو وہ شرما جاتی۔ حالانکہ میں اسے بہت نزدیک سے دیکھ چکا تھا، اسے برت چکا تھا اس کے باوجود میرا دل چاہ رہا تھا کہ اسے دیکھتا رہوں۔ ایک بار اس نے آہستہ سے کہا۔

''جمی، کیا ہو گیا ہے، ہم قلعہ دیکھنے آئے ہیں یا تم مجھے دیکھنے؟''

''اب مجھے خیال آ رہا ہے، میں نے حماقت کی ہے میں ایک ہفتے کے لیے تمہارے ساتھ اپنے اپارٹمنٹ میں بند ہو جاتا۔''

''ہشت۔'' ماریا نے گائیڈ کی طرف جاتے ہوئے کہا۔ وہ اب ہمیں قلعے کے اندرونی حصوں کی طرف لے جا رہا تھا، اس نے ڈرامائی انداز میں کہا۔ ''خواتین و حضرات! اب میں آپ کو ایسی جگہ لے جا رہا ہوں جہاں ماضی میں بے گناہوں کو ان جرائم کی سزا دی جاتی تھی جو انہوں نے کیے ہی نہیں ہوتے تھے اور یہ سزائیں ایسی ہوتی تھیں کہ آج کی مہذب دنیا میں ان کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔''

وہ ہمیں قلعے کے تہ خانے میں لے آیا۔ اس دوران میں وہ بتا رہا تھا کہ جب یہاں مسلمانوں کی حکومت ختم ہوئی تو جنونی راہبوں نے قلعے کو محتسب چرچ میں بدل دیا۔ پہلے یہاں پکڑے جانے والے مسلمانوں اور یہودیوں کو اذیتیں دے کر انہیں مذہب تبدیل کرنے پر مجبور کیا جاتا تھا اور جب مسلمان اور یہودی ختم ہو گئے تو ایذا رسانیوں کا رخ عام افراد کی طرف موڑ دیا گیا۔ چرچ لوگوں پر کڑی نظر رکھتا تھا۔ سوائے بائبل کے کوئی کتاب پڑھنا جرم تھا۔ معمولی سی باتوں پر لوگوں کو پکڑ کر اس قلعے میں لایا جاتا اور ان کو شدید اذیتیں دے کر ان کے جرموں کا اقرار کرایا جاتا تھا۔ ماریا ڈر گئی۔

''کیا یہ رومن کیتھولک تھے؟''

''وہ براہ راست چرچ سے تعلق نہیں رکھتے تھے۔'' گائیڈ نے وضاحت کی۔ ''مسلمانوں سے لڑائی کے دوران بہت سے راہب بھی میدان جنگ میں آ گئے تھے اور انہوں نے محتسب چرچ قائم کر لیے تھے۔ پہلے پہل انہیں پوپ کی حمایت حاصل تھی لیکن جب انہوں نے عام لوگوں کو سزائیں دینا شروع کیں تو پوپ نے اپنی حمایت واپس لے لی تھی۔ مقامی حکومت ان کے معاملے میں قطعی دخل نہیں دے سکتی تھی۔ محتسب چرچ کا حاکم اپنے علاقے کا اصل حکمران ہوتا تھا۔''

تہ خانے میں ایک میز تھی جس پر لٹا کر مبینہ مجرم کے ہاتھ ایک چرخی سے جکڑ دیے جاتے تھے اور پاؤں دوسری طرف باندھ دیے جاتے تھے۔ جب چرخی گھمائی جاتی تو آدمی کا جسم کھنچتا تھا اور اس کی ہڈیاں اور پٹھے کھنچنے لگتے تھے۔ زیادہ کھینچنے پر اس کے جوڑ نکل جاتے اور وہ ہمیشہ کے لیے معذور ہو جاتا۔ آگ سے جلانے، ٹکٹکی سے باندھ کر

کوڑے مارنے کے آلات دیواروں پر سجے ہوئے تھے۔ ایک کرسی تھی جس پر آدمی کو بٹھا کر اس کے نیچے آگ جلائی جاتی تھی۔ ایک قد آدم فولادی خول تھا جس میں اندر کی طرف کیلیں لگی تھیں۔ جب اس میں آدمی کو بند کیا جاتا تو یہ کیلیں اس کے جسم میں اتر جاتیں اور وہ رفتہ رفتہ خون بہنے سے مر جاتا۔ ایک چکی تھی جس پر آدمی کو لٹا کر گھمایا جاتا تو اس کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ جاتی تھی۔ ایسی اور بھی کئی مشینیں اور آلات تھے جن سے انسانوں کو بے پناہ اذیتیں دی جاتی تھیں۔ میں حیران تھا کہ اس دور کے انجینئر کیا صرف اسی قسم کے کام کرتے تھے۔

یہاں آ کر سارے سیاح بکھر گئے تھے اور مختلف آلات کو پاس سے دیکھ رہے تھے۔ گائڈ نے واضح کیا کہ کسی چیز کو چھونا منع ہے۔ ایسا کرنے والے کو جرمانہ ہوگا۔ میں اس کرسی کو غور سے دیکھ رہا تھا جس کے نیچے آگ جلائی جاتی تھی اور اس پر بیٹھا آدمی زندہ روسٹ ہو جاتا ہوگا۔ اچانک میرے پاس سے آواز آئی۔ ''خوفناک ہے نا؟''

وہ ادھیڑ عمر آدمی پاس کھڑا تھا۔ اس کا سر گنجا اور اس کی آنکھوں میں انوکھی چمک تھی۔ میں نے اقرار کیا۔ ''ہاں خوفناک تو ہے۔''

''تم انگریز ہو؟''

''جیمز مارسن۔'' میں نے کہا۔

''انٹونیو۔'' اس نے میری طرف ہاتھ نہیں بڑھایا۔ میں نے کہا۔ ''مجھے معلوم نہیں تھا اس قلعے میں عقوبت خانہ تھا۔''

''میں پہلے بھی کئی بار دیکھ چکا ہوں۔'' اس نے آلات تشدد کی طرف دیکھا۔ ''میرے لیے کچھ بھی نیا نہیں ہے۔ اسپین کا ماضی خوفناک ہے۔''

''صرف تمہارا نہیں پورے یورپ کا یہی حال تھا۔'' میں نے اسے تسلی دی۔ ''یہاں یہ کام چرچ کر رہا تھا ہمارے ہاں حکومت نے سنبھال رکھا تھا، اٹھارویں صدی تک انگلینڈ میں عورتوں اور مردوں کو جادوگری کے الزام میں موت کے گھاٹ اتارا جاتا رہا ہے۔''

انٹونیو نے کوٹ نما قمیص اور سادہ پتلون پہن رکھی تھی جیسی کہ عام طور سے پادری بھی پہنتے ہیں لیکن وہ پادری نہیں تھا۔ اس کی بات نے مجھے دلچسپی لینے پر مجبور کر دیا۔ ''اگر تم یہاں کئی بار آ چکے ہو تو یہاں کے بارے میں بہت کچھ جانتے ہو گے۔''

''ہاں۔'' اس نے سرسری انداز میں کہا اور پلٹ کر چلا گیا۔ کچھ دیر بعد ماریا گھبرائی ہوئی میرے پاس آئی۔ اس نے کہا۔

''باہر چلو میرا یہاں دم گھٹ رہا ہے۔''

ماریا کا چہرہ زرد ہو رہا تھا۔ گائڈ کی تقریر جاری تھی اور دوسرے سیاح بھرپور دلچسپی لے رہے تھے۔ میں ماریا کی خاطر باہر نکل آیا۔ ہم قلعے کے عقبی صحن میں نکلے۔ یہ پہاڑی کی ترچھی ڈھلان کے ساتھ تھا۔ ڈھلان پر اونچے اور سیدھے تنوں والے درخت لگے تھے اور بعض اتنے اونچے تھے کہ ان کے سرے قلعے کی دیوار تک آ گئے تھے۔ ماریا گہرے سانس لے رہی تھی اور اس کا رنگ ہلکا پڑ گیا تھا۔ میں نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

''تمہاری طبیعت ٹھیک ہے؟''

اس نے سر ہلایا۔ ''اب بہتر ہے ورنہ اندر تو لگ رہا تھا میرا دم گھٹ جائے گا اور میں مر جاؤں گی۔''

''لیکن تم خاصی دیر سے اندر تھیں، کیا شروع سے ایسا لگ رہا تھا؟''

''نہیں بس کچھ دیر پہلے ایسا لگا کہ کوئی مجھے دیکھ رہا ہے پھر ایسا لگا جیسے کسی نے میرا سانس روک دیا ہو۔ مجھے لگا کہ اگر میں باہر نہیں آئی تو دم گھٹنے سے مر جاؤں گی۔''

شاید تہ خانے کے ماحول اور اس کے خوفناک ماضی کے بارے میں سن کر ماریا کے اعصاب پر بوجھ پڑا تھا۔ کھلی فضا میں آنے اور سانس لینے سے اس کی طبیعت بحال ہو گئی تھی۔ وہ نارمل ہوئی تو میں نے اس سے کہا۔ ''کیا خیال ہے اندر چلیں؟''

اس نے جھرجھری لی۔ ''ہرگز نہیں، مجھے اس جگہ کے خیال سے وحشت ہو رہی ہے۔ جمی، عجیب بات ہے مجھے وہ جگہ اجنبی نہیں لگ رہی ہے، ایسا لگ رہا ہے میں پہلے بھی یہاں آ چکی ہوں۔''

''ممکن ہے تمہارے آباواجداد میں سے کوئی آیا ہو اور یہ تعلق نسل در نسل جین سے منتقل ہوتا...''

''تم مذاق اڑا رہے ہو میرا؟'' اس نے کہا اور ایک طرف چل پڑی، میں اس کے پیچھے لپکا۔ کچھ دیر بعد اس کا موڈ بہتر ہو گیا۔ میں نے لنچ کے بارے میں پوچھا تو اس نے انکار کر دیا۔

''ابھی موڈ نہیں ہے۔''

''آؤ پھر اس دماغ کھانے والے گائڈ کے بغیر قلعہ دیکھتے ہیں۔''

میں نے کہا اور ہم وہیں ٹہلنے لگے۔ ہم قلعے کے جنوبی

حصے میں آئے تو وہاں ایک چبوترا دکھائی دیا۔ یہ ایک کسی قدر اونچا پتھر سے بنا چبوترا تھا۔ جب ہم اس کے پاس آئے تو اس پر تین قبریں نظر آئی تھیں۔ کتبوں پر مٹی جمی تھی، میں نے آس پاس دیکھا اور پھر ایک شاخ اٹھا کر اس سے کتبوں کی مٹی صاف کی۔ نام واضح ہونے لگے۔ یہ اسپینش زبان میں تھے۔ میں اسپینی زبان بول لیتا تھا لیکن پڑھ نہیں سکتا تھا۔ میں نے ماریا کو آواز دی۔ ''ذرا ادھر آؤ اور دیکھو یہ کیا نام لکھے ہیں؟''

ماریا پاس آئی اس نے جھک کر دیکھا اور پہلی قبر کی طرف اشارہ کیا۔ ''یہ کسی مارکس زافر کی ہے۔ یہ میریا زافر اور یہ راہب جیکوئیس ڈیمرس کی قبر ہے۔''

''ناموں سے یہ دونوں میاں بیوی لگ رہے ہیں۔'' میں نے پہلی دو قبروں کی طرف اشارہ کیا۔ میریا کی قبر درمیان میں تھی۔

ماریا نے تصدیق کی۔ ''ہاں یہ میاں بیوی ہیں۔ مرتے وقت ان کی عمر بھی زیادہ نہیں تھی۔'' تاریخیں رومن میں تھیں۔ مارکس صرف پچیس برس کا تھا جب کہ میریا بائیس برس کی تھی۔ البتہ راہب جیکوئیس کی عمر پچپن برس تھی۔ ان کے ساتھ لکھے سارے سن پندرھویں صدی کے تھے۔ ماریا کو تجسس ہو رہا تھا۔ اس نے کہا۔ ''راہب کی قبر تو سمجھ میں آتی ہے، یہاں محتسب چرچ تھا اور القابات سے ظاہر ہے کہ راہب اس کا سربراہ تھا لیکن ان دونوں میاں بیوی کی قبروں کا کیا جواز ہے یہاں۔''

قبریں نہ صرف راہب جیکوئیس کے برابر تھیں بلکہ اسی معیار کی تھیں، راہب کی قبر الگ سے نمایاں کرنے کے انداز میں نہیں بنائی تھی، اس میں بھی وہی سادہ پتھر استعمال ہوا تھا جو باقی قبروں میں تھا۔ کتبے بھی بہت سادہ تھے اور لگ رہا تھا کہ کسی معمولی کاریگر نے بنائے ہیں۔ میں نے ماریا کی طرف دیکھا۔ ''ایسا لگ رہا ہے کہ راہب اور یہ دونوں چرچ والوں کے نزدیک زیادہ اہمیت کے حامل نہیں تھے۔''

ماریا نے نفی میں سر ہلایا۔ ''ایسا ممکن نہیں ہے۔ یہ ایک محتسب چرچ تھا اور اس کا سربراہ بہت زیادہ اختیارات رکھتا تھا۔ حد یہ کہ مقامی حاکم بھی اس کا ماتحت تصور کیا جاتا تھا۔ سولھویں صدی کے آخر تک اسپین میں اس قسم کے محتسب چرچ عام تھے۔ رفتہ رفتہ یہ ویٹی کن کی مداخلت سے ختم ہوتے چلے گئے۔''

''لگتا ہے تم اس بارے میں بہت جانتی ہو؟''

''ہاں، اسکول میں ہسٹری میرا مضمون تھا۔'' وہ سادگی سے بولی۔ ''بہت تفصیل سے تو نہیں لیکن جنرل ہسٹری پڑھی ہے۔ جیسے میں ٹولیڈو کے اس قلعے اور محتسب چرچ کے بارے میں کچھ نہیں جانتی۔''

''ایک شخص ہے جو ان قبروں کے بارے میں بتا سکتا ہے۔''

''گائڈ۔'' وہ مسکرائی۔ ''مجھے تو وہ باتوں سے جھوٹا لگتا ہے۔''

''سارے گائڈ تھوڑے بہت جھوٹے تو ہوتے ہیں۔'' میں نے کہا۔ اسی لمحے گائڈ دوسرے لوگوں کے ساتھ وہاں پہنچ گیا اور اس سے کچھ پوچھنے کی ضرورت پیش نہیں آئی کیونکہ اس نے آتے ہی لوگوں کو ان قبروں کے بارے میں بتانا شروع کر دیا تھا۔ اس نے ڈرامائی انداز میں کہا۔

''آپ یہ جو قبریں دیکھ رہے ہیں ان میں ایک شوہر، ایک بیوی اور ایک عاشق دفن ہے۔''

ایک بوڑھا جرمن آگے آیا اور اس نے جھک کر قبروں کا معائنہ کیا اور بولا۔ ''لیکن تیسری قبر تو راہب کی ہے وہ کیسے عاشق ہو سکتا ہے۔''

''کیوں نہیں ہو سکتا، راہب بھی انسان ہوتا ہے۔'' گائڈ نے اصرار کیا۔ ''جیکوئیس ایک محتسب تھا اور اس چرچ کا سربراہ تھا اس نے بیشمار عورتوں کو چڑیل قرار دیا اور ان کو سزا کے طور پر زندہ جلا دیا۔ اس نے بے شمار مردوں کو جادوگری اور لادینیت کا مرتکب قرار دیا اور ان کو خوفناک اذیتیں دے کر موت کے گھاٹ اتار دیا۔ کہتے ہیں مارے جانے والوں کی تعداد ہزاروں میں تھی۔''

عورتیں کانپ اٹھیں۔ ''اتنا خوفناک اور سنگ دل آدمی تھا وہ۔''

''آپ کی سوچ سے بھی زیادہ۔'' گائڈ نے کہا۔ ''اس نے لوگوں کو سزا دینے کے اپنے پیمانے بنا رکھے تھے۔ جب اس کے ظلم کی کہانیاں عام ہوئیں اور بات پوپ تک پہنچی تو اسے ویٹی کن سے حکم آیا کہ وہ لوگوں پر الزام لگانا اور سزا دینا بند کرے مگر اس نے پوپ کا حکم ماننے سے انکار کر دیا اور چرچ کو بھی پوپ سے الگ کر دیا۔ اس کے ساتھی اس پر راضی نہیں تھے مگر وہ اس کی طاقت کے آگے مجبور تھے۔ ریاست اور حاکم وقت جیکوئیس کے ساتھ تھا۔ ایک فوجی دستہ اس قلعے میں اس کے ہر حکم کی تعمیل کے لیے موجود رہا کرتا تھا، کسی میں مجال نہیں تھی کہ اس کے حکم کے آگے چوں بھی کر سکے۔''

''میریا شادی شدہ تھی۔'' ماریا نے کہا۔ ''پھر راہب

Scanned by CamScanner

اس پر کیسے عاشق ہو گیا؟"

گائڈ مسکرایا۔ "بے شمار شادی شدہ عورتیں دوسرے مردوں سے محبت کرنے لگتی ہیں۔ لیکن اس معاملے میں ایسا نہیں تھا۔ میریا دل و جان سے مارکس سے محبت کرتی تھی۔ وہ خود کو مارکس کی امانت سمجھتی تھی۔"

"پھر یہ سب کیسے ہوا؟" ایک لڑکی نے سوال کیا۔

"جیکوئیس نے کہیں میریا کو دیکھ لیا اور وہ اس پر عاشق ہو گیا۔ جب میریا نے اس کی بات ماننے سے انکار کیا تو اس نے میریا پر چڑیل ہونے کا الزام لگایا اور اسے بہ طور سزا موت کے گھاٹ اتار دیا۔"

"مارکس کیسے مرا؟" میں نے پوچھا۔

"اسے اپنی بیوی کے چڑیل ہونے کی پردہ پوشی کے الزام میں موت کی سزا دی گئی۔"

"اور راہب جیکوئیس کا انتقال کیسے ہوا؟" ماریا نے کتبے پر تاریخ وفات دیکھی جو تینوں کی ایک ہی تھی۔ یعنی تینوں ایک ہی دن دنیا سے رخصت ہوئے تھے۔

گائڈ نے گہری سانس لی۔ "جیکوئیس نے میریا کے انکار پر اسے موت کی سزا تو دیدی تھی لیکن جب اسے احساس ہوا کہ اس نے اپنی محبت کو خود فنا کر دیا ہے تو اس نے خودکشی کر لی۔"

گائڈ نے اس داستان کا آغاز جتنے ڈرامائی انداز میں کیا تھا اس کا انجام اس نے اتنا ہی سادہ سا بیان کیا تھا۔ اکثر سیاحوں کی تسلی نہیں ہوئی تھی اور وہ اس سے سوالات کر رہے تھے۔ ماریا نے میرے کان میں سرگوشی کی۔ "مجھے لگ رہا ہے اس نے جان چھڑائی ہے ورنہ یہ بہت دلچسپ قصہ ہوگا۔"

"شاید... اگر یہ اتنا ہی مشہور ہے تو یقیناً مقامی لوگ اس قصے سے واقف ہوں گے۔" کہتے ہوئے مقامی انٹونیو کا خیال آیا۔ "بلکہ شاید ایک شخص ہے جو جانتا ہو۔ وہ مجھ سے تہ خانے میں ملا تھا اور اس کا کہنا ہے وہ یہاں بہت بار آچکا ہے اور یہاں کے بارے میں سب جانتا ہے۔"

"وہ کہاں ہے؟" ماریا پرجوش ہو گئی۔ "ہمیں اس سے ملنا چاہیے، ممکن ہے وہ ہمیں اصل کہانی سنائے۔"

لیکن جب میں نے سیاحوں میں دیکھا تو انٹونیو کہیں نظر نہیں آیا۔ شاید وہ جا چکا تھا۔ لنچ کا وقت قریب تھا اور ممکنہ طور پر گائڈ نے اسی لیے قصے کو زیادہ طول نہیں دیا اور جلدی سے نمٹا دیا۔ کچھ ہی دیر میں سیاح لنچ کے لیے باہر جانے لگے۔ کیونکہ ٹکٹ پورے دن کے لیے تھا اس لیے جنھوں نے قلعے کو مزید دیکھنا تھا وہ اسی ٹکٹ پر دوبارہ اندر آ سکتے تھے۔ کچھ دیر بعد وہاں میں اور ماریا رہ گئے تھے۔ میں خوش تھا کہ وہ نہیں گئی، میں کچھ دیر اس کے ساتھ یہاں اکیلا رہنا چاہتا تھا۔ ہم قبروں کے پاس ایک بینچ پر بیٹھ گئے تھے۔ ماریا نے کہا۔ "ہو سکتا ہے وہ شخص یہیں کا رہنے والا ہو۔"

"ہاں ایسی داستانیں تو نسل در نسل منتقل ہوتی ہیں۔"

"کاش وہ آجائے۔" ماریا نے کہا۔ "مجھے بہت زیادہ تجسس ہو رہا ہے۔" کہتے ہوئے اچانک اس کے چہرے پر گھبراہٹ آئی تھی۔ "جمی، ایسا لگ رہا ہے جیسے مجھے کوئی دیکھ رہا ہو۔"

"یہاں تو میں ہوں اور تمہیں دیکھ رہا ہوں۔" میں نے ہلکے پھلکے انداز میں کہا۔ "ویسے وہ گائڈ بھی جانتا ہو گا اس قصے کے بارے میں۔"

"وہ کچھ نہیں جانتا۔" اچانک ہی پاس سے انٹونیو کی آواز آئی تو ہم دونوں ہی اچھل پڑے تھے۔ وہ ہم سے کچھ فاصلے پر عقب میں کھڑا تھا۔ میں نے سنبھل کر کہا۔

"کیا کیا... تم نے کچھ کہا ہے؟"

"میں کہہ رہا ہوں گائڈ بکواس کر رہا ہے۔" انٹونیو ہمارے سامنے آیا۔ وہ ماریا کو دیکھ رہا تھا اور میں نے محسوس کیا کہ ماریا کچھ سہمی ہوئی تھی۔ میں نے ماریا سے اس کا تعارف کرایا۔

"یہ انٹونیو ہے اور انٹونیو، یہ میری گرل فرینڈ ماریا فلیوس ہے۔"

"ماریا فلیوس۔" انٹونیو نے کہا اور اس کی آنکھوں میں چمک نمودار ہوئی۔ "تمہارا تعلق ٹولیڈو کے فلیوس خاندان سے ہے؟"

ماریا نے سر ہلایا۔ "ہاں میں اسی فلیوس خاندان سے تعلق رکھتی ہوں۔ لیکن تم یہ بات کیسے کہہ سکتے ہو کہ گائڈ بکواس کر رہا ہے؟"

"میں اس قلعے اور اس کی تاریخ سے اچھی طرح واقف ہوں۔" انٹونیو نے مضبوط لہجے میں کہا۔

"کیا تمہارا تعلق ٹولیڈو سے ہے؟"

اس نے سر ہلایا۔ "یہی نہیں بلکہ میرا تعلق جیکوئیس ڈیمرس کے خاندان سے ہے۔ اس لیے میں جیکوئیس اور قلعے کے بارے میں اس نام نہاد گائڈ سے زیادہ جانتا ہوں۔"

میں اور ماریا چونک گئے۔ ماریا نے کسی قدر جوش سے کہا۔ "تم جانتے ہو... ان قبروں کے پیچھے کیا کہانی ہے؟"

انٹونیو بینچ کے سامنے باغ کے ایک پتھر پر ٹک گیا۔ "ہاں اچھی طرح جانتا ہوں۔" اس نے ڈرامائی انداز میں کہا۔ "ان قبروں میں کوئی نہیں ہے، یہ خالی ہیں۔"

"لیکن وہ گائڈ..." ماریا نے کہنا چاہا۔

"میں نے کہا نا وہ کچھ نہیں جانتا... اسے تو معمولی سی بات کا بھی علم نہیں ہے، میں یہاں کے بارے میں سب جانتا ہوں خاص طور سے ان قبروں کے بارے میں کہ یہ کیسے وجود میں آئیں اور یہ خالی کیوں ہیں؟"

"تم ہمیں بتاؤ گے... پلیز سینور۔" ماریا نے ملتجی لہجے میں کہا۔

"ضرور بتاؤں گا۔" اس نے سر ہلایا۔ "تم دونوں مجھے اچھے لگے ہو اس لیے ضرور بتاؤں گا۔" یہ کہتے ہوئے اس کی نظر ماریا پر مرکوز ہو گئی تھی۔

ماریا کے ساتھ میں بھی جاننا چاہتا تھا کہ یہ تین قبریں کیسے وجود میں آئیں، یہ خالی کیوں تھیں اور جن کے ناموں کے کتبے لگے تھے ان لوگوں کے ساتھ کیا ہوا تھا۔

☆☆☆

میریا اور مارکس نانبائی تھے۔ ان کا گھر ٹولیڈو کی آبادی سے باہر ایک جنگل کے پاس تھا۔ یہاں سے انہیں روٹی بنانے والی بھٹی میں جلانے کے لیے لکڑی مل جاتی تھی۔ دونوں میاں بیوی صبح سے شام تک روٹی تیار کرتے تھے اور پھر اسے ٹولیڈو کے گھروں میں فروخت کرتے تھے۔ مارکس محنتی آدمی تھا مگر شادی کے بعد اس پر قرض آگیا تھا۔ وہ پہلے سپاہی تھا اور اس نے جنگوں میں بھی حصہ لیا تھا مگر شادی کے بعد اس نے یہ پیشہ ترک کیا تو اس پر جرمانہ لگ گیا تھا، اسے اتارنے کے لیے اسے قرض لینا پڑا تھا۔ پھر حکومت نے روٹی پر ٹیکس لگا دیا تھا اس لیے گزارا کرنا مشکل ہو گیا تھا۔ وہ دن بھر محنت مشقت کرتے اس کے باوجود بہ مشکل قرض کی رقم ادا کر پاتے تھے۔ ان کا مکان ایک کمرے کا تھا اس کے عقب میں روٹی بنانے والی کوٹھری تھی جس میں ایک طرف بھٹی لگی تھی اور باقی کوٹھری میں جا بہ جا آٹے کے تھیلے پڑے تھے۔ ایک بڑی لکڑی کی میز تھی جس پر میریا آٹا گوندھتی تھی۔ پھر مارکس اس کے پیڑے بنا کر اور پھیلا کر انہیں بھٹی میں لگاتا تھا۔

وہ صبح سویرے اٹھ کر سب سے پہلے بھٹی دہکاتا تھا۔ جب تک وہ یہ کام کرتا میریا اپنے اور اس کے لیے ناشتا بناتی تھی۔ پھر وہ اپنی ڈیوٹی پر آجاتی اور سارے دن کی روٹی کے لحاظ سے آٹا گوندھ کر دیتی تھی۔ یہ آسان کام نہیں تھا۔ میریا کو ایک وقت میں پانچ چھ کلو آٹا گوندھنا پڑتا تھا، بعض اوقات اسے سارے دن میں ایک من آٹا گوندھنا پڑتا تھا۔ یہاں سے فارغ ہو کر وہ گھر کے دوسرے کام نمٹاتی، صفائی ستھرائی کرتی اور کپڑے دھوتی تھی۔ جب مارکس شام کو اپنے گھوڑے پر تیار روٹی فروخت کرنے اور مزید آٹا لینے قصبے جاتا تو میریا رات کا کھانا تیار کرتی تھی۔ غربت کی وجہ سے وہ صرف دو وقت کھاتے تھے۔ مگر اس عالم میں بھی وہ ایک دوسرے کے ساتھ خوش تھے۔ میریا بڑی حسین اور نازک اندام سی عورت تھی۔ اسی طرح مارکس خوبرو اور مضبوط جسامت کا جوان تھا دونوں کی جوڑی سجتی تھی اور وہ حقیقت میں ایک دوسرے سے بے پناہ محبت کرتے تھے۔ انہیں غربت کی پروا بھی نہیں تھی بس وہ قرض ادا کرنے کے لیے پریشان تھے۔

محبت اپنی جگہ لیکن ان کے مالی حالات ٹھیک ہونے میں نہیں آرہے تھے۔ وہ جتنی روٹی تیار کرتے وہ ساری نہیں بکتی تھی اور اگلے دن باسی روٹی انہیں نصف قیمت پر فروخت کرنا پڑتی تھی اور اس میں نقصان ہوتا تھا۔ ٹولیڈو میں اور بھی کئی نانبائی تھے، اس لیے مقابلہ سخت تھا۔ مارکس بنائی جانے والی روٹی کی مقدار کم کر رہا تھا مگر ساتھ ہی فروخت بھی کم ہو رہی تھی۔ دوسرے نانبائی دن میں کئی بار روٹی سپلائی کرتے تھے اس لیے لوگ اور دکاندار انہیں ترجیح دیتے تھے۔ مارکس کا مسئلہ یہ تھا کہ وہ دن میں کئی بار روٹی سپلائی نہیں کر سکتا تھا۔ اس لیے اب اس نے فیصلہ کیا کہ سارے ہفتے بہت کم روٹی بنائے گا بس اتنی جو آسانی سے بک جائے، صرف ہفتے والے دن کے لیے وہ ڈھیر ساری روٹی تیار کرے گا کیونکہ اس دن قلعے میں عوام کے سامنے محتسب چرچ کے مجرموں کو سزا دی جاتی تھی۔ اسے دیکھنے کے لیے ٹولیڈو کی آبادی کے ہر فرد کی وہاں موجودگی لازمی تھی۔

مارکس کے خیال میں یہ اچھا موقع ہوتا تھا روٹی فروخت کرنے کا کیونکہ سب لوگ وہاں ہوتے تھے اور اس دن ٹولیڈو میں ہر کام بند ہوتا تھا۔ اکثر نانبائی بھی چھٹی کرتے تھے کیونکہ وہ ٹولیڈو میں رہتے تھے۔ ہفتے والے دن ٹولیڈو کے کسی بھی فرد کے لیے کام کرنا منع تھا۔ مارکس اور میریا کیونکہ ٹولیڈو سے باہر رہتے تھے اس لیے ان پر پابندی نہیں تھی۔ وہ ہفتے کے دن کام کر سکتے تھے اور اپنی بنائی روٹی بھی فروخت کر سکتے تھے۔ اس قانون سے فائدہ اٹھا کر اردگرد رہنے والے ہفتے کے دن اپنی چیزیں فروخت کرنے ٹولیڈو آتے تھے۔ مارکس نے میریا سے کہا کہ وہ سزا والے دن روٹی فروخت کرنا چاہتا ہے تو اس نے انکار کر دیا۔ "یہ

بالکل مناسب نہیں ہے۔ خدا انسانوں سے محبت کرتا ہے انہیں سزا نہیں دینا چاہتا۔ میں یہ منظر نہیں دیکھ سکوں گی۔''

''سزا محتسب چرچ دیتا ہے۔'' مارکس نے کہا۔ ''میں تم سے متفق ہوں لیکن ڈیئر ہمارے اوپر قرض ہے اور اسے ادا کرنا ہے ورنہ دوسری صورت میں مجھے واپس فوج میں بھرتی کرلیا جائے گا اور میں تم سے دور ہوجاؤں گا۔''

یہ بات میریا بھی جانتی تھی اور وہ کسی صورت مارکس سے دوری برداشت نہیں کرسکتی تھی، اس کی زندگی میں اس کی واحد خوشی اس کا شوہر تھا۔ مجبوراً وہ مارکس سے متفق ہوگئی۔ لیکن انہوں نے طے کیا کہ وہ قلعے کے دروازے پر روٹی فروخت کریں گے اندر نہیں جائیں گے۔ تماش بین بھی اسی دروازے سے گزر کر اندر جاتے تھے۔ جمعے کی شام سے انہوں نے روٹی کی تیاری شروع کردی اور انہیں رات میں مشکل سے آرام کا موقع ملا تھا لیکن صبح تک انہوں نے اتنی روٹی بنالی تھی جو بک جاتی تو انہیں اچھی خاصی رقم مل جاتی۔ مارکس کا اندازہ تھا کہ اگر وہ ہفتے میں ایک دن اس طرح روٹی فروخت کرتا رہا تو چند مہینوں میں اس کا قرض اتر سکتا تھا پھر وہ اپنا کاروبار بڑھا سکتا تھا۔ بھٹی کی مرمت کرسکتا تھا اور زیادہ مقدار میں آٹا لے سکتا تھا جو اسے سستا پڑتا۔ ایک ملازم رکھ سکتا تھا جو سارا دن روٹی سپلائی کرتا۔ کیونکہ اسے بھٹی میں جلانے والی لکڑی آسانی سے مل جاتی تھی اور شہر کے نانبائیوں کو یہ مہنگی اور مشکل سے ملتی تھی اس لیے وہ روٹی سستی بیچ کر اپنی فروخت بڑھا سکتا تھا۔ وہ صبح سویرے روٹی کی ٹوکریاں گھوڑے پر لاد کر ٹولیڈو روانہ ہوئے۔ میریا گھوڑے پر سوار تھی، آج اس نے اپنا بہترین لباس پہن رکھا تھا اور دلکش لگ رہی تھی۔ مارکس نے شرارت سے کہا۔

''لوگ روٹی خریدنے کے بجائے تمہیں دیکھتے رہیں گے۔''

''دیکھنے دو کیا فرق پڑتا ہے۔'' میریا مسکرائی۔ ''میں ہوں تو تمہاری اور ہمیشہ تمہاری رہوں گی۔''

مارکس میریا کی محبت سے سرشار ہوگیا۔ ''میں جانتا ہوں میری زندگی۔''

وہ قلعے کے پاس پہنچے تو لوگوں کی آمد شروع ہوگئی تھی۔ مارکس نے دروازے کے پاس ایک مناسب جگہ چنی اور وہاں کھڑا ہوکر روٹی فروخت کرنے کے لیے آواز لگانے لگا۔ اس کا اندازہ درست نکلا جب آنے والوں نے اس سے روٹی خریدنا شروع کردی اور دیکھتے ہی دیکھتے ایک پوری ٹوکری فروخت ہوگئی۔ اسی اثنا میں گرینڈ ماسٹر آف ٹولیڈو کی آمد کا غلغلہ اٹھا اور اس کے سپاہیوں نے اس کی آمد سے پہلے راستہ صاف کرنا شروع کردیا۔ ایک سپاہی نے مارکس سے بھی کہا کہ وہ گھوڑا یہاں سے ہٹالے۔ مارکس نے گھوڑا کچھ دور ایک اسٹینڈ پر باندھ دیا اور ٹوکری اپنی پشت پر باندھ لی۔ وہ دونوں ہاتھوں میں روٹی پکڑ کر آواز لگا رہا تھا اور میریا اسے روٹی نکال کر دے رہی تھی۔ اسی اثنا میں اندر سے گھنٹہ بجنے کی آواز آئی جو اس بات کا اعلان تھی کہ اب سزا کی کارروائی شروع ہونے والی ہے۔ میریا نے کہا۔

''آج پھر کسی بے گناہ کو سزا ملنے والی ہے۔''

''آہستہ۔'' مارکس نے گھبرا کر آس پاس دیکھا۔ ''اگر کسی نے سن لیا تو ہم بھی پکڑے جائیں گے۔ تم جانتی ہو محتسب چرچ کے مجرم کو بے گناہ کہنا بھی جرم ہے۔''

میریا اور مارکس باتوں میں مصروف تھے ان کو پتا ہی نہیں چلا کہ کچھ شریر بچے خاموشی سے ٹوکری سے روٹی نکال رہے تھے۔ اچانک میریا کی نظر پڑی اور وہ چلائی۔ ''اے مارکس، دیکھو یہ روٹی نکال رہے ہیں۔''

مارکس نے مڑ کر دیکھا تو بچے روٹی کے چھ سات ٹکڑے نکال چکے تھے، اس کے متوجہ ہوتے ہی وہ بھاگے۔ مارکس ان کے پیچھے لپکا۔ یہ چھ سات ٹکڑے اچھی مالیت کے تھے۔ میریا اس کے پیچھے بھاگی۔ تنگ گلیوں میں اور لوگوں کے ہجوم کے درمیان ٹوکری سمیت بھاگنا آسان نہیں تھا۔ مارکس لوگوں سے ٹکرا رہا تھا اور دھکے دے رہا تھا۔ بچے اپنی چھوٹی جسامت اور پھرتی کی وجہ سے آگے نکل گئے تھے۔ وہ اتنے پُراعتماد تھے کہ بھاگتے ہوئے ہنس رہے تھے۔ پھر ایک بچے نے اچانک نیچے بیٹھ کر ٹانگ اڑائی اور تیز رفتاری میں مارکس اس سے ٹھوکر کھا کر گرا تو ٹوکری کی بچی ہوئی روٹیاں زمین پر بکھر گئیں۔ بچوں نے ان میں سے بھی اٹھائیں اور بھاگ نکلے۔

مارکس طیش میں اٹھا تھا کہ اسے میریا کی چیخ سنائی دی۔ وہ بچوں کو بھول کر میریا کی طرف لپکا تو اس نے دیکھا کہ میریا راہبوں اور عام لوگوں کے ایک ریلے میں پھنس کر اوپر قلعے کی طرف جارہی تھی۔ مارکس اس کے پیچھے بھاگا مگر یہاں ہجوم بے پناہ تھا، جب تک وہ قلعے کے سامنے والے صحن میں پہنچتا میریا نظروں سے اوجھل ہوگئی تھی۔ وہاں لوگوں کا بے پناہ ہجوم تھا۔ ایسا لگ رہا تھا کہ ٹولیڈو کی ساری آبادی وہاں آگئی ہے اور یہ غلط بھی نہیں تھا۔ عام لوگوں کے ہجوم کو قابو میں رکھنے کے لیے ریاستی

سپاہی موجود تھے اور وہ کوڑے مار مار کر لوگوں کو ایک حد سے آگے جانے سے روک رہے تھے۔ مارکس لوگوں کو دھکیلتے اور میریا کو آواز دیتے ہوئے اسے تلاش کرنے لگا مگر وہ کہیں نظر نہیں آرہی تھی۔

''مارکس۔'' میریا کی آواز ایک طرف سے آئی تو وہ اس کی طرف لپکا۔ وہ عورتوں کے ایک ہجوم کے پاس موجود تھی۔ مارکس اس کے پاس آیا اور اسے سینے سے لگالیا۔ ''تم ٹھیک ہونا؟''

''ہاں۔'' میریا خوف زدہ لگ رہی تھی۔ ''مجھے یہاں سے لے چلو، مجھے وحشت ہورہی ہے۔''

''ہم چلتے ہیں۔'' مارکس نے کہا۔ ''افسوس کہ آج کا نفع ضائع ہوگیا لیکن کوئی بات نہیں اگلے ہفتے ہم پھر آئیں گے۔'' مارکس میریا کو بازو میں سمیٹے وہاں سے نکلنے لگا تھا کہ ایک ہنٹر بردار ریاستی سپاہی نے ان کا راستہ روک لیا۔

''کہاں جا رہے ہو؟'' وہ درشت لہجے میں بولا۔ ''ابھی یہاں سے کسی کو جانے کی اجازت نہیں ہے۔ سب کو سزا دیکھنا ہوگی۔''

''میرا گھوڑا... ٹوکریاں...'' مارکس نے کہنا چاہا تو اس نے کوڑا جھٹکا اور خوفناک سی آواز پیدا ہوئی۔ وہ دونوں ڈر کر پیچھے ہوئے اور ہجوم کے ساتھ جا کھڑے ہوئے۔ صحن میں ایک طرف لکڑی سے چبوترا بنایا تھا جس کے ساتھ خشک لکڑی لگی تھی۔ اس سے کچھ دور قلعے کی گیلری تھی جہاں راہب جیکوئیس اور اس کے ساتھی موجود تھے۔ جیکوئیس کے اشارے پر اس کے نائب ریان سی نے بلند آواز سے اس عورت کے جرائم پڑھ کر سنانے شروع کیے جسے آج جادوگری کے الزام میں سزا دی جارہی تھی۔ پھر ایک پنجرے میں قید اس ادھیڑ عمر عورت کو وہاں لایا گیا اور اسے نکال کر چبوترے پر لگی بلی سے باندھ دیا گیا۔

''یہ اسے زندہ جلادیں گے۔'' میریا نے سہمے انداز میں کہا۔

''ہاں، اس پر الزام ثابت ہوگیا ہے۔''

''پھر بھی یہ ظلم ہے۔'' میریا بولی۔

''شش آہستہ۔'' مارکس نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔

عورت کو باندھ کر ایک دس گیارہ سال کے لڑکے کو لایا گیا جس کے دونوں بازو دو سپاہیوں نے پکڑے ہوئے تھے۔ پھر کوڑے والا سپاہی آگے آیا اور بچے کی پشت پر کوڑے مارنے لگا۔ بندھی عورت جس طرح چلائی اور رونے لگی اس سے ظاہر تھا وہ اسی کا بیٹا تھا۔ میریا لرزنے لگی۔ ''یہ ظلم کی انتہا ہے۔''

''ہاں، لیکن ہم کیا کرسکتے ہیں۔''

مارکس خود کو بے بس محسوس کر رہا تھا لیکن میریا نے کچھ اور سوچا ہوا تھا وہ اچانک بھاگی اور جا کر بچے کی پشت سے چمٹ گئی۔ ساتھ ہی وہ التجا کر رہی تھی کہ بچے کو نہ مارا جائے۔ کوڑے والے نے ہاتھ روک لیا۔ میریا کے لیے نہیں بلکہ گرینڈ ماسٹر آف ٹولیڈو کے لیے جو گھوڑے پر سوار تمکنت سے وہاں آیا تھا اور وہ عین میریا کے سامنے رکا، اسے دیکھتے ہی تمام سپاہی گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے تھے۔ میریا اچانک بچے کو چھوڑ کر کھڑی ہوئی تو نہ جانے کیوں گرینڈ ماسٹر کا گھوڑا بدک کر دونوں پیروں پر کھڑا ہوگیا۔ وہ اس کے لیے تیار نہیں تھا اس لیے سنبھل نہ سکا اور پشت کے بل گرا اس کی مرصع ٹوپی سر سے گر گئی۔ جب وہ اٹھا تو اس کا چہرہ غصے سے سیاہ پڑ گیا تھا۔ اپنی رعایا کے سامنے اس طرح گرنے سے اس کی بے عزتی ہوئی تھی اور اس کی ذمے دار اس کے خیال میں میریا تھی۔ وہ تلوار نکالتا ہوا میریا کی طرف بڑھا تھا۔ اس نے میریا کے بال پکڑ کر اس کی گردن اوپر کی اور تلوار کا وار کرنے والا تھا کہ اچانک ایک آواز گونجی۔

''رک جاؤ۔''

یہ راہب جیکوئیس تھا جس نے چوغہ پہن رکھا تھا۔ سوائے اس کے چہرے کے اور کچھ نظر نہیں آرہا تھا۔ اسے دیکھتے ہی گرینڈ ماسٹر سمیت سب گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے۔ جیکوئیس میریا کے پاس آیا، اس نے جھک کر اسے غور سے دیکھا۔ خوف و دہشت کے عالم میں بھی میریا کے حسن کی سحر انگیزی میں کوئی کمی نہیں آئی تھی۔ میریا نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا اور اس کا چوغہ تھام لیا۔ ''پلیز فادر...''

''میں فادر نہیں ہوں۔'' جیکوئیس نے چوغہ واپس کھینچ لیا، وہ درشت لہجے میں بولا۔ ''میں محتسب ہوں۔''

''آپ جو بھی ہوں اس عورت اور بچے کو معاف کر دیں۔''

جیکوئیس اچانک جھکا اور اس نے لباس سے خنجر نکالتے ہوئے میریا کے ماتھے پر اس سے خراش ڈال دی۔ اس نے چیخ ماری تو جیکوئیس نے مڑتے ہوئے سپاہیوں کو حکم دیا۔ ''یہ چڑیل ہے اسے گرفتار کرلو۔''

''نہیں۔'' میریا چلائی مگر دو سپاہیوں نے اسے بازوؤں سے پکڑ لیا تھا۔ یہ دیکھ کر مارکس اس کی طرف بھاگا

اور میریا کو سپاہیوں سے چھڑانے کی کوشش کرنے لگا۔ یہ دیکھ کر اور سپاہی بھی آگئے تھے۔ مارکس چلا چلا کر کہہ رہا تھا کہ اس کی بیوی کو چھوڑ دیا جائے وہ چڑیل نہیں ہے، اس کی آواز اس وقت بند ہوئی جب ایک سپاہی نے تلوار کے دستے سے اس کے سر پر ضرب لگائی اور وہ تیورا کر نیچے گرا اور بے ہوش ہوگیا۔ سپاہی میریا کو گھسیٹ کر وہاں سے لے گئے تھے۔ اسی اثنا میں چبوترے کے ارد گرد رکھی لکڑیوں کو آگ دکھادی گئی۔ شعلوں کے ساتھ عورت کی چیخیں بھی بلند ہونے لگی تھیں۔ وہاں موجود لوگ شور مچا رہے تھے اور نعرے لگا رہے تھے، ان سب سے بے نیاز جیکوئیس اور اس کے ساتھی میریا سمیت وہاں سے جا چکے تھے۔ کچھ دیر بعد گرینڈ ماسٹر بھی اپنے سپاہیوں سمیت رخصت ہوگیا اور عوام بھی چلے گئے۔ صرف بے ہوش مارکس وہاں پڑا رہ گیا۔ عورت جل کر خاک ہوگئی تھی۔ مارکس کو ہوش آیا تو ایک بوڑھا شرابی اس کے پاؤں سے جوتا اتارنے کی کوشش کر رہا تھا۔ مارکس نے اٹھتے ہوئے اس کی گردن پکڑی تو وہ گھگیایا۔

''سینور... سینور میں سمجھا تم مر چکے ہو۔''

مارکس نے اس کا گریبان پکڑ کر جھٹکا دیا۔ ''میں زندہ ہوں اور میری بیوی کہاں ہے؟''

بوڑھے شرابی نے سارا تماشا دیکھا تھا۔ اس نے سر ہلایا اور قلعے کی عمارت کی طرف اشارہ کیا۔ ''وہ اسے وہاں لے گئے ہیں۔''

مارکس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔ اسے اچھی طرح معلوم تھا کہ وہاں کن لوگوں کو لے جایا جاتا تھا۔ وہ عمارت کی طرف بڑھا۔ وہاں سپاہی موجود تھے اسے روکا گیا تو اس نے بہت لجاجت سے سپاہیوں کو بتایا کہ اس کی بیوی کو الزام لگا کر قلعے میں قید کر دیا گیا ہے، وہ اس سلسلے میں کسی سے ملنا چاہتا ہے۔ سپاہیوں کو اس پر ترس آگیا اور انہوں نے اسے جیکوئیس کے نائب ریان سی کے دفتر پہنچا دیا۔ وہ چاروں طرف سے ایک جیسے کٹے بالوں والا جوان آدمی تھا۔ وہ واحد پڑھا لکھا فرد بھی تھا اور اس کے ذمے کسی بھی عدالتی کارروائی کو تحریر میں لانا بھی تھا۔ چرچ میں بھی وہ نائب تھا۔ اس نے اپنی عینک کے اوپر سے مارکس کو دیکھا اور ساتھ لانے والے سپاہی سے پوچھا۔ ''کون ہے، اسے کیوں لائے ہو؟''

مارکس آگے آیا اور لجاجت سے بولا۔ ''فادر، میریا بے قصور ہے۔''

''کون میریا؟''

''میری بیوی جناب... جسے ابھی گرفتار کیا گیا ہے۔'' اس نے کہا پھر اسے خیال آیا۔ ''فادر میرا نام مارکس زافر ہے۔ میریا زافر میری بیوی ہے، میں روٹی بنا کر ٹولیڈو میں فروخت کرتا ہوں۔''

''ٹھیک ہے... اس کے بے قصور ہونے کا فیصلہ چرچ کی عدالت کرے گی۔''

''میں سچ کہہ رہا ہوں۔'' مارکس آگے آنے لگا تو ایک سپاہی نے اسے روک لیا۔ ریان سی نے سرد لہجے میں کہا۔

''تمہیں بتا دیا ہے، جب اس کے بارے میں فیصلہ ہوگا تب تمہیں بھی بتا دیا جائے گا۔ اب تم جا سکتے ہو۔''

مارکس نے احتجاج کیا۔ ''فادر وہ بے قصور ہے، میں اسے جانتا ہوں وہ میری بیوی ہے۔''

''اسے لے جاؤ۔'' ریان سی نے سپاہی کو حکم دیا۔ اس نے مارکس کو پکڑ کر کھینچا۔ وہ چیختا چلاتا رہ گیا اور سپاہی اسے کھینچ کر باہر لے گیا۔

☆☆☆

میریا کو چرچ کی پہلی منزل پر بنے قید خانے تک لایا گیا، اس دوران میں وہ تہ خانے میں موجود عقوبت خانے سے گزری تھی جہاں قیدی مرد اور عورتوں کو طرح طرح کی سزائیں دی جا رہی تھیں۔ فولادی خول میں ایک شخص قید تھا اور وہ بھیانک آواز میں چلا رہا تھا۔ ایک شخص کو پتھر کی سل پر لٹا کر اسے دہکتی سلاخ سے داغا جا رہا تھا۔ ایک عورت کو سپاہی کھینچ کر ہال میں لا رہا تھا۔ اس کے ساتھ پتا نہیں کیا ہونے والا تھا۔ میریا یہ سب دیکھتے ہوئے لرزنے لگی تھی۔ اسے سیڑھیوں سے اوپر بنے قید خانے میں لایا گیا اور پھر اسے ایک کوٹھری کا دروازہ کھول کر اندر دھکیل دیا گیا تھا۔ وہاں ایک بوڑھی عورت پہلے سے موجود تھی۔ اس نے میریا کو دیکھا اور اس کے ماتھے کا زخم دیکھ کر مسکرائی۔ ''تو تمہیں بھی اس الزام میں پکڑا ہے جس میں، میں یہاں قید ہوں۔''

''کس الزام میں؟''

''چڑیل ہونے کے۔'' بوڑھی عورت نے کہا۔ ''یہ کٹ اسی کے ماتھے پر لگایا جاتا ہے جس پر چڑیل ہونے کا الزام لگے، یہ دیکھو۔'' اس نے اپنے سفید بکھرے بال ماتھے سے ہٹا کر دکھایا۔ اس کے ماتھے پر بھی مندمل ہو جانے والا زخم کا نشان تھا۔

''تم چڑیل ہو؟'' میریا نے سہمے لہجے میں پوچھا۔

''ہاں، تو کیا تم نہیں ہو؟'' بوڑھی عورت حیرت سے بولی۔

میریا ڈر کر پیچھے ہٹی اور جلدی سے سینے پر کراس کا نشان بنایا۔ ''میں چڑیل نہیں ہوں۔''

بوڑھی عورت قہقہہ مار کر ہنسی۔ ''میں بھی نہیں ہوں لیکن ان لوگوں نے بنا دیا ہے۔''

میریا روہانسی ہونے لگی۔ ''ان لوگوں نے مارکس کو بھی مارا وہ نیچے گر گیا تھا۔ پتا نہیں اس کا کیا حال ہوگا؟''

''مارکس کون ہے؟''

''میرا شوہر... وہ روٹیاں بناتا ہے ہم یہاں روٹیاں بیچنے آئے تھے۔''

''خدا کرے وہ زندہ ہو۔'' بوڑھی عورت نے مایوسی سے کہا۔ ''لیکن اس کی زندگی کی زیادہ امید مت رکھنا اور اپنے بارے میں تو بھول جاؤ کہ تم اب زندہ یہاں سے جاسکو گی۔ جس پر ایک بار الزام لگ جاتا ہے اسے کوئی نہیں بچا سکتا۔''

میریا رونے لگی۔ ''میں چڑیل نہیں ہوں میں نے کبھی کوئی غلط کام نہیں کیا۔ میں خدا کو مانتی ہوں، یسوع کو مانتی ہوں۔''

''یہ لوگ نہیں مانتے۔'' بوڑھی عورت تلخ لہجے میں بولی۔ ''تمہارے سر سے خون بہہ رہا ہے ایک منٹ...'' وہ اٹھ کر دیوار تک گئی اور وہاں سے مکڑی کا جالا نکال کر لائی، وہ میریا کے زخم پر رکھنے لگی تو وہ پیچھے ہٹ گئی۔

''نہیں، میں یہ نہیں لگانے دوں گی۔''

''اس سے خون رک جائے گا۔''

بوڑھی عورت نے اصرار کیا مگر میریا نہیں مانی۔ کچھ دیر بعد دروازہ کھلا اور سپاہی نے میریا کو باہر آنے کا اشارہ کیا، وہ لرزتے قدموں سے باہر آئی، اس نے سپاہی سے پوچھا۔ ''میرا شوہر میرے ساتھ تھا وہ اب کہاں ہے؟''

''مجھے نہیں معلوم۔'' سپاہی نے درشت لہجے میں کہا۔ ''چلو تمہیں راہب جیکوئیس نے طلب کیا ہے۔''

جیکوئیس اور اس کے ساتھی ایک ہال میں میریا کے منتظر تھے۔ عدالت کا منظر تھا۔ ریان سی ایک طرف بڑی سی کتاب لیے لکھنے کو تیار تھا۔ اس نے میریا سے کہا۔ ''تم پر الزام ہے تم نے جادوگری سے گرینڈ ماسٹر کے گھوڑے کو خوفزدہ کر کے اسے گرنے پر مجبور کیا۔''

''میں نے ایسا کچھ نہیں کیا، مجھے نہیں معلوم کہ گھوڑا کیوں بدکا تھا؟''

''تم نے ایک جادوگرنی کے بچے کو بچانے کی کوشش کی کیونکہ تم خود جادوگرنی ہو اور تمہیں اس سے ہمدردی تھی۔'' ریان سی نے اس کی تردید ان سنی کر کے دوسرا الزام لگایا۔

''مجھے اس پر ترس آگیا تھا، وہ معصوم بچہ تھا۔''

''جھوٹ، وہ جادوگرنی کا بچہ تھا۔'' جیکوئیس کے ساتھ بیٹھے بروڈی فالس نے گرج کر کہا۔ وہ اذیت خانے کا انچارج تھا اور بذات خود ملزموں کو اذیت دے کر اعتراف جرم کراتا تھا۔ وہ میریا کو خوفناک نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

''اسے میرے حوالے کریں میں دو منٹ میں اس سے اقرار کرالوں گا۔''

''نہیں۔'' جیکوئیس نے انکار کیا۔ ''ابھی یہ پہلے درجے میں ہے، اسے سوچنے کی مہلت دی جائے گی۔''

دوسرے درجے میں قیدی کو ڈرا دھمکا کر اور دوسروں کو دی جانے والی ایذا کا منظر دکھا کر اقرار جرم پر مجبور کیا جاتا تھا اور تیسرے درجے میں اسے خود اذیت دی جاتی تھی اور اس وقت تک دی جاتی تھی جب تک وہ اقرار جرم نہ کر لے یا مر جائے۔ پہلی صورت میں بھی موت اس کا مقدر ہوتی تھی کیونکہ اقرار جرم کے بعد سر عام آگ میں جلانے کی سزا دی جاتی تھی۔ جیکوئیس پر خیال نظروں سے میریا کو دیکھ رہا تھا۔ اس نے میریا سے سوال جواب کے بعد اسے واپس بھیجنے کا حکم دیا۔ بروڈی کے تاثرات بتا رہے تھے کہ اسے اس حکم سے مایوسی ہوئی تھی۔ سپاہی میریا کو واپس قید خانے لے گیا۔

☆☆☆

مارکس قلعے کی عقبی سمت سے اوپر چڑھ رہا تھا۔ اس طرف ڈھلان تھی اگر درخت اور جھاڑیاں نہ لگے ہوتے تو وہ آسانی سے اوپر نہیں آسکتا تھا۔ پھر بھی یہ آسان کام نہیں تھا، اگر میریا کی محبت نہ ہوتی تو وہ کبھی قلعے میں داخل ہونے کی کوشش نہ کرتا مقامی لوگوں میں یہ قلعہ خوف و دہشت کا نشان تھا۔ وہ فصیل تک پہنچا تو ڈوبتے سورج کی کرنوں میں قلعے کی دیواریں نمایاں تھیں۔ وہ اوپر آیا تھا کہ قلعے کی عمارت کا مرکزی دروازہ کھلنے لگا۔ مارکس لپک کر ایک آڑ میں ہوگیا۔ دروازہ کھلا اور ایک خادم کچرے کی ٹرالی لیے نمودار ہوا لیکن اس پر کچرا نہیں تھا بلکہ ایک آدمی کی لاش پڑی تھی۔ اس کی حالت بتا رہی تھی کہ اسے تشدد کر کے ہلاک کیا گیا ہے۔ خادم نے لاش فصیل سے نیچے دھکیل دی اور واپس جانے لگا تھا کہ مارکس اس کے سامنے آگیا۔ خادم بدکا۔ ''کون ہو تم... کیا چاہتے ہو؟''

''سنو، میں اندر جانا چاہتا ہوں۔'' مارکس نے التجا

Scanned by CamScanner

کی۔ ''میری بیوی اندر قید ہے میں اس سے ملنا چاہتا ہوں۔''

''بغیر اجازت کوئی اندر نہیں جا سکتا۔''

''تم چاہو تو مجھے لے جا سکتے ہو۔'' مارکس نے روئی کی فروخت سے ملنے والے سکوں کی تھیلی نکالی اور دو سکے اسے دیے۔ خادم نے حریص نظروں سے تھیلی کی طرف دیکھا۔

''اگر یہ سب دو تو میں تمہیں اندر لے جاؤں گا۔''

اس وقت وہ مارکس سے اس کی جان بھی مانگتا تو وہ انکار نہ کرتا۔ اس نے تھیلی خادم کے حوالے کر دی۔ وہ خوش ہو گیا۔ ''گاڑی کے پیچھے لٹک جاؤ اور نظر مت آنا ورنہ پکڑے جاؤ گے۔''

مارکس کسی طرح گاڑی کے پیچھے لٹک گیا اور خادم اسے چلاتا ہوا اندر لے گیا۔ اس نے ایک ہال میں پہنچ کر مارکس کو آواز دی۔ ''باہر آ جاؤ، اگر پکڑے گئے تو میرا نام مت لینا۔''

''میں تمہارا شکر گزار ہوں بس یہ بتا دو کہ قیدی کہاں رکھے جاتے ہیں؟''

''اس راستے پر آگے تہ خانہ ہے اس کے آخر میں سیڑھیاں اوپر جا رہی ہیں، قیدی وہیں رکھے جاتے ہیں۔'' خادم کہہ کر آگے بڑھ گیا۔ اس کے جاتے ہی مارکس اس راہداری میں آگے بڑھ گیا۔ یہاں پہرا تھا لیکن پہریدار مستقل حرکت میں تھے۔ جب وہ اپنی جگہ سے ہٹتے تو مارکس جلدی سے آگے بڑھ جاتا تھا۔ تعزیب خانہ اس وقت خالی تھا۔ اس کے آخر میں سیڑھی اوپر جا رہی تھی۔ قیدیوں کو سب سے الگ تھلگ اور انتہائی تنگ و تاریک جگہ رکھا جاتا تھا۔ وہ مختلف کوٹھریوں میں جھانکنے لگا، کسی میں مرد تھے اور کسی میں عورتیں تھیں۔ ایک عورت نے اچانک اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور کربناک لہجے میں بولی۔

''خدا کے لیے مجھے یہاں سے نکالو۔''

''معافی۔'' مارکس نے گھبرا کر اس سے اپنا ہاتھ چھڑایا۔ وہ دبی آواز میں میریا کو پکار رہا تھا۔ اچانک اسے میریا کی آواز سنائی دی۔

''مارکس... میرے مارکس...''

مارکس لپک کر اس کوٹھری تک پہنچا۔ فولادی دروازے کے اوپر چھوٹی سی کھڑکی تھی۔ میریا اس کے پیچھے تھی۔ مارکس کو دیکھ کر اس کے چہرے پر ناقابل یقین خوشی نمودار ہوئی۔ ''میریا تم ٹھیک ہو؟''

''ہاں مارکس لیکن تم یہاں کیسے آئے؟''

''چپ کرو۔'' مارکس نے کہا اور دروازے کی کنڈی کھول دی۔ میریا آزاد ہوتے ہی اس کے گلے لگ گئی۔

''مجھے یہاں سے لے چلو۔''

''یہ کیا ہوا؟'' مارکس نے اس کے ماتھے کا نشان دیکھ لیا۔

''کچھ نہیں، معمولی سا زخم...... بس چلو یہاں سے۔'' میریا جلدی سے بولی۔ بوڑھی عورت بھی دروازے تک آ گئی تھی۔ مارکس نے میریا کا ہاتھ پکڑا لیکن اس سے پہلے کہ وہ حرکت کرتے بروڈی سپاہیوں کے ساتھ وہاں آ گیا۔ اس کے ساتھ وہی خادم تھا جس نے مارکس سے رشوت لے کر اسے اندر پہنچایا تھا۔ وہی ان لوگوں کو یہاں لایا تھا اور سپاہیوں کے پیچھے کھڑا مسکرا رہا تھا۔ مارکس شدت غیظ سے اس کی طرف بڑھا لیکن سپاہیوں نے اسے قابو کر لیا تھا۔ میریا چلائی۔

''اسے چھوڑ دو... اسے جانے دو۔''

لیکن سپاہیوں نے مارکس کو گرا کر اس کی مشکیں کس لیں۔ بروڈی میریا کی طرف بڑھا اور اس کے بال مٹھیوں میں جکڑ لیے۔ وہ میریا کی تکلیف کی پروا کیے بغیر اسے کھینچتا ہوا اذیت خانے میں لایا۔ سپاہی مارکس کو ایک کوٹھری میں ڈال چکے تھے۔ میریا رو رہی تھی اور آنے والے وقت کے خوف سے کانپ رہی تھی۔ بروڈی نے اسے دھکا دے کر اس سل پر لٹایا جس کے اوپر چرخی لگی تھی۔ اس نے پہلے میریا کے دونوں ہاتھ اوپر چرخی کی رسی سے باندھے پھر اس کے پاؤں سل کے دوسری طرف موجود رسی سے باندھ دیے۔ اس کی آنکھیں چمک رہی تھیں۔ اس نے چرخی گھمائی تو میریا کا نازک جسم کھنچ گیا۔ وہ چلائی تھی کہ ریان سی اپنی کتاب سنبھالے وہاں آ گیا۔

''یہ کیا ہو رہا ہے، یہ ابھی پہلے درجے سے گزر رہی ہے۔'' بروڈی نے مزید چرخی گھمائی اور دانت نکال کر بولا۔

''اسے بالآخر یہیں آنا ہے۔''

''لیکن درجہ بہ درجہ...'' ریان سی مضطرب لہجے میں بولا۔ ''اسے کچھ ہوا تو کون جواب دے گا؟''

''اس سے پہلے یہاں لوگوں کے ساتھ جو ہوا ہے کیا اس کا کسی نے جواب طلب کیا ہے؟'' بروڈی نے چرخی گھمانا جاری رکھا اور اب میریا کا جسم انتہائی حد تک کھنچ گیا تھا۔ اس کی چیخیں ہال میں گونج رہی تھیں اور اچانک ہی وہ بے ہوش ہو گئی۔ اسی لمحے جیکوئیس کی گرجدار آواز آئی۔

''یہ کیا ہو رہا ہے؟''

سب اسے دیکھتے ہی جھک گئے تھے۔ بروڈی بدحواس ہو گیا تھا، وہ جلدی جلدی بتانے لگا کہ ملزمہ نے فرار

کی کوشش کی تھی اور اسے سزا دی جا رہی تھی۔ جیکوئیس خاموشی سے سنتا اور انہیں گھورتا رہا۔ پھر وہ میریا تک آیا اور جھک کر اسے دیکھا۔ اس نے خود اس کے ہاتھ اور پاؤں کھولے اور پھر اسے گود میں اٹھاتے ہوئے کہا۔ ''اب یہ میری تحویل میں رہے گی، میں خود اس کا فیصلہ کروں گا۔''

جیکوئس میریا کو اٹھائے وہاں سے چلا گیا اور وہ سب ایک دوسرے کا منہ دیکھتے رہ گئے۔

☆☆☆

میریا کو ہوش آیا تو خلاف توقع وہ اذیت میں نہیں تھی بلکہ ایک آرام دہ بستر پر لیٹی تھی اور اس پر ایک ہلکی چادر پڑی تھی۔ وہ ہڑبڑا کر اٹھی تھی کہ سامنے جیکوئیس کو دیکھ کر چونک گئی۔ وہ دونوں ہاتھ آپس میں باندھے اسے ہی دیکھ رہا تھا، چوغہ کا سرپوش ذرا پیچھے سرک گیا تھا اور میریا نے دیکھا کہ وہ گنجا تھا البتہ اس کے کانوں کے اوپر بالوں کی ایک لکیر بنی تھی جو رخسار تک آ رہی تھی۔ میریا بستر پر سمٹ کر بیٹھ گئی، اس نے ملتجی لہجے میں کہا۔ ''فادر میں بے گناہ ہوں اور میرا شوہر بے قصور ہے، وہ میری محبت میں یہاں چلا آیا خدا کے لیے اسے جانے دیں۔''

''اسے کچھ نہیں ہوگا۔'' جیکوئیس نے مضطرب انداز میں کہا۔ ''لیکن اس کے لیے تمہیں میری بات ماننا ہوگی۔''

''کیسی بات؟''

''آؤ میرے ساتھ۔'' جیکوئیس نے اس کا ہاتھ تھام کر اسے اٹھایا اور اپنے ساتھ لے کر سیڑھیاں اترتا ہوا ایک جگہ پہنچا۔ یہاں دیوار میں رنگین شیشہ لگا تھا اور اس کے وسط میں ایک شفاف شیشہ تھا جس سے دوسری طرف دیکھا جا سکتا تھا۔ جیکوئیس نے جھانک کر دوسری طرف دیکھا اور پھر میریا کو اشارہ کیا۔ اس نے جھانک کر دیکھا تو اس کی چیخ نکلتے نکلتے رہ گئی تھی۔ مارکس فولادی کرسی پر بندھا بیٹھا تھا اور اس کے نیچے لکڑیاں رکھی جا رہی تھیں۔ جیکوئیس نے میریا کو پیچھے کھینچ لیا اور آہستہ سے بولا۔ ''تم نے دیکھ لیا، میرے ایک اشارے پر کرسی کے نیچے آگ جلا دی جائے گی اور مارکس زندہ جل جائے گا۔''

''نہیں، خدا کے لیے نہیں۔'' میریا رونے لگی۔ ''میں تمہاری ہر بات مانوں گی اسے چھوڑ دو، اسے جانے دو۔''

جیکوئیس اسے واپس اپنے کمرے میں لے آیا، اس نے میریا کے بالوں پر ہاتھ پھیرا اور پھر انہیں سونگھ کر دیکھا۔ ''میریا تم بہت خوب صورت ہو، میں تم سے محبت کرنے لگا ہوں۔''

گھر۔ اُداس۔ ویران

جو اولاد نہیں

آج بھی ہزاروں گھرانے اولاد کی نعمت سے محروم سخت پریشان ہیں۔ اولاد نہ ہونے سے دوسری شادی یا طلاق جیسے گھریلو جھگڑے، اُداسیاں اور جدائیاں جنم لے رہی ہیں۔ آپ خدا تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں کیونکہ مایوسی تو گناہ ہے۔ ہم نے صرف دیسی طبی یونانی قدرتی جڑی بوٹیوں پر ریسرچ کر کے ایک ایسا خاص قسم کا بے اولادی کورس تیار کر لیا ہے جس کے استعمال سے ان شاء اللہ آپ کے ہاں بھی خوبصورت اولاد پیدا ہو سکتی ہے۔ آپ کے آنگن میں بھی خوشیوں کے پھول کھل سکتے ہیں۔ آج ہی فون پر اپنی تمام علامات سے آگاہ کر کے گھر بیٹھے بذریعہ ڈاک وی پی VP بے اولادی کورس منگوالیں۔ خدا کے لئے ہمارا بے اولادی کورس ایک دفعہ تو آزمالیں اور خدارا اپنے گھر کے ماحول کو تو جنت بنالیں۔

المُسلم دارالحکمت رجسٹرڈ

ضلع حافظ آباد۔ پاکستان

0301-6690383

0300-6526061

فون اوقات

صبح 10 بجے سے عصر 4 بجے تک

میریا نے وحشت سے اسے دیکھا۔ ''لیکن آپ فادر ہیں۔''
''میں فادر نہیں ہوں، میں کیتھولک چرچ کا ملازم نہیں ہوں۔'' جیکوئیس نے غصے سے کہا۔ ''تم میری بات مان رہی ہو یا نہیں۔''
میریا پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ وہ مارکس پر آنچ آتے نہیں دیکھ سکتی تھی۔ اسے اپنی عزت بھی عزیز تھی۔ اگر مارکس کا مسئلہ نہ ہوتا تو وہ جان کے بدلے بھی جیکوئیس کی بات نہ مانتی۔ لیکن مارکس کی محبت نے اسے کمزور کر دیا تھا۔ اس کے آنسوؤں نے جیکوئیس کو بتا دیا کہ وہ ہار مان گئی ہے۔ وہ اس کے قریب آیا۔ میریا دل ہی دل میں خدا سے دعا کر رہی تھی کہ وہ اسے بچائے اور اس وقت جب اسے لگ رہا تھا کہ وہ بچ نہیں سکے گی۔ اچانک جیکوئیس پیچھے ہٹ گیا، اس کا چہرہ متغیر ہو رہا تھا اس نے اچانک میریا کو بالوں سے پکڑ کر اٹھایا اور غرا کر بولا۔ ''چڑیل، تو نے میری مردانہ صلاحیت ختم کر دی ہے تو نے جادو کیا ہے۔ تو زیر لب کیا کہہ رہی تھی؟''
''میں نے جادو نہیں کیا ہے۔'' میریا اندر سے خوش ہوگئی۔ ''میں تو خدا سے دعا مانگ رہی تھی۔''
''جھوٹ، تو جادو کر رہی تھی۔'' جیکوئیس بولا۔ ''تو اگر زندہ رہی تو میرے بارے میں سب کو بتا دے گی۔'' اس نے کہتے ہوئے میریا کا گلا دبوچ لیا۔ ''تجھے مرجانا چاہیے۔''
میریا اس کے ہاتھوں میں کسی بے بس چڑیا کی طرح پھڑ پھڑانے لگی، اس کا منہ کھل گیا تھا اور زبان باہر نکل آئی تھی۔ جیکوئیس نے اس کی زبان دیکھی اور اچانک اس کے ہاتھوں کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی۔ اس نے میریا کو چھوڑا تو وہ بے ہوش ہو کر نیچے گر گئی۔ جیکوئیس کچھ دیر اسے دیکھتا رہا پھر اس نے اپنا خنجر نکالا اور میریا کا منہ کھول کر اس کی زبان باہر کھینچی۔ اگلے لمحے وہ میریا کی زبان کا اگلا حصہ کاٹ چکا تھا۔ میریا کے منہ سے چیخ نکلی اور وہ تڑپنے لگی۔ تکلیف اسے ہوش میں لے آئی تھی۔ اس کے منہ سے خون بہہ رہا تھا۔ وہ پھر بے ہوش ہوگئی۔ جیکوئیس نے اپنا سر تھام لیا تھا، اس نے زیر لب کہا۔ ''میریا مجھے معاف کر دینا میں مجبور ہوں۔''
وہ اس کا خون روکنے کی کوشش کرنے لگا۔ اس نے میریا کو منہ نیچا کر کے لٹایا تاکہ خون اندر نہ جائے اور پھر کپڑے کی گدی بنا کر اس کی زبان پر رکھی۔ اس کے پاس خون روکنے والا سفوف تھا جسے وہ وقفے وقفے سے میریا کی زبان پر چھڑک رہا تھا بالآخر اس کی کوشش رنگ لائی اور خون رک گیا مگر میریا کو ہوش نہیں آرہا تھا۔ جیکوئیس تھوڑی دیر بعد ٹھنڈا دودھ اس کے منہ میں ٹپکا رہا تھا اس کا بھی اثر نہیں ہوا تھا۔ وقت گزرتا رہا اور جیکوئیس کی وحشت بھی بڑھتی رہی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ ہوش میں کیوں نہیں آ رہی ہے۔ وہ دعا کرتا رہا، اس کا بھی اثر نہیں ہوا پھر اسے ایک خیال آیا اس نے بروڈی کو طلب کیا اور اس سے کہا۔
''میریا جس کوٹھری میں قید تھی اس کی ساتھی عورت کو یہاں لاؤ۔''
بروڈی چونکا لیکن اس میں اعتراض یا سوال کی مجال نہیں تھی اس نے حکم کی تعمیل کی اور بوڑھی عورت کو وہاں لے آیا۔ پھر جیکوئیس کے حکم پر سب وہاں سے چلے گئے۔ جیکوئیس بوڑھی عورت کو میریا کے پاس لایا اور بولا۔ ''یہ بے ہوش ہے اسے ہوش میں لاؤ۔''
''اسے کیا ہوا ہے، میں کیسے ہوش میں لاؤں؟''
''اس نے میری شان میں گستاخی کی تھی قدرت نے اس کی زبان کاٹ کر اسے سزا دی۔'' جیکوئیس نے صفائی سے جھوٹ بولا۔ ''لیکن اس کے بعد یہ ہوش میں نہیں آرہی ہے۔''
بوڑھی عورت نے طنزیہ نظروں سے جیکوئیس کی طرف دیکھا۔ ''تم اتنے ہی برگزیدہ ہو تو اسے ہوش میں بھی لے آؤ، مجھ سے کیوں کہہ رہے ہو؟''
''میں اسے ہوش میں لاسکتا ہوں لیکن یہ چڑیل ہے اس لیے مجھے اجازت نہیں ہے۔'' جیکوئیس ڈھٹائی سے بولا۔ ''میں کسی چڑیل پر اپنی روحانی صلاحیتیں استعمال نہیں کرسکتا۔ اسے کوئی چڑیل ہی ہوش میں لاسکتی ہے اور تم چڑیل ہو۔''
بوڑھی عورت کچھ دیر اسے دیکھتی رہی۔ ''اگر میں اسے ہوش میں لے آئی تو مجھے اس سے کیا فائدہ ہوگا؟''
''میں تجھے معاف کردوں گا اور آزاد کردوں گا۔''
''مجھے تمہاری بات کا اعتبار نہیں ہے۔'' بوڑھی عورت نے صاف گوئی سے کہا۔ ''دوسرے یہ ہوش میں آ گئی تو تم زندہ نہیں رہو گے، تم صرف ایک صورت میں زندہ رہ سکتے ہو کہ یہ مرجائے۔''
جیکوئیس کا چہرہ متغیر ہوگیا۔ ''یہ مرجائے...؟''
''ہاں، یا تو یہ مرے گی یا تم... فیصلہ تم پر ہے اب تم سوچ لو۔'' بوڑھی عورت نے معنی خیز انداز میں کہا۔
جیکوئیس کے لیے یہ بہت مشکل مرحلہ تھا، وہ میریا سے محبت کرنے لگا تھا حالانکہ وہ محبت نام کی چیز سے ناواقف تھا۔ اس کے حکم پر بے شمار انسانوں کو بہت زیادہ اذیت دے کر موت کے گھاٹ اتارا گیا تھا، ان میں مرد عورت اور

Scanned by CamScanner

بوڑھے بچے سب شامل تھے۔ اسے کبھی کسی کے مرنے سے دکھ نہیں ہوا بلکہ جب کوئی اس کے حکم پر موت کے گھاٹ اتارا جاتا تو اسے عجیب سی خوشی ہوتی تھی۔ مگر میریا کی موت کا فیصلہ کرنا اس کے لیے آسان نہیں تھا، اس نے بوڑھی عورت کو گھورا۔ ”تم کیسے کہہ سکتی ہو کہ یہ بچ گئی تو میں مرجاؤں گا۔“

”میں چڑیل ہوں، میں سب جانتی ہوں۔“ وہ سکون سے بولی۔ ”وقت کم ہے جلدی فیصلہ کرو اسے ہوش آگیا تو پھر میں بھی کچھ نہیں کرسکوں گی۔“

بالآخر جیکوئیس نے فیصلہ کرلیا۔ بے شک اسے میریا سے محبت تھی لیکن وہ ابھی مرنا نہیں چاہتا تھا، اس نے سر ہلایا۔ ”ٹھیک ہے اسے ختم کردو۔“

”میں اسے ختم کردوں گی لیکن اس کے لیے مجھے تنہائی چاہیے، مجھے عمل کرنا ہوگا تاکہ اس کے عمل کا توڑ ہو سکے۔ یہی عمل تمہاری جان لینے والا تھا تمہاری خوش قسمتی کہ تم نے مجھے بلالیا۔“

”تم کیا کروگی؟“

”میں تمہیں نہیں بتاسکتی اور مجھے مکمل تنہائی چاہیے اگر کسی نے دیکھ لیا تو نہ صرف میری بلکہ اس کی جان بھی خطرے میں پڑ جائے گی اور ہاں تمہیں ایک کام اور کرنا ہوگا۔“

”کیسا کام؟“

”جب میریا مرجائے تو تم اس کی لاش اس کے شوہر کے حوالے کردو گے اور انہیں یہاں سے نکال دینا۔ اس کے شوہر سے کہنا کہ اسے ٹولیڈو کی حد سے باہر لے جاکر دفن کرے۔“

”وہ کس لیے؟“

”تاکہ اس کے اثرات تم پر نہ پڑیں۔“

جیکوئیس با دل ناخواستہ راضی ہوا اور بوڑھی عورت کو میریا کے ساتھ چھوڑ کر وہاں سے چلا گیا۔ اس کے جاتے ہی بوڑھی عورت نے دروازہ اندر سے بند کیا اور میریا کے پاس آئی۔ اس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ ”میریا، تم ایک اچھی لڑکی ہو اور میری خواہش ہے کہ تم بہت دن زندہ رہو لیکن...“

تقریباً ایک گھنٹے بعد بوڑھی عورت نے کمرے کا دروازہ کھولا۔ جیکوئیس باہر سپاہیوں سمیت موجود تھا۔ وہ اندر آیا اور سپاہیوں کو باہر رکنے کا اشارہ کیا۔ بوڑھی عورت اسے میریا کے پاس لائی جو اب بالکل ساکت تھی۔ پہلے اس کا سینہ معمولی سی حرکت کررہا تھا اب وہ بھی چپ ہوگیا تھا۔ بوڑھی عورت نے اشارہ کیا۔ ”دیکھ لو، یہ زندہ نہیں ہے۔“

جیکوئیس نے جھک کر میریا کے سینے سے کان لگایا۔

اس کا دل ساکت تھا پھر اس نے میریا کی ناک کے سامنے آئینہ رکھا اس پر ذرا بھی بھاپ نہیں آئی تھی۔ جیکوئیس نے مطمئن ہوکر سر ہلایا۔ اس نے دروازہ کھولا اور سپاہیوں کو اندر بلاکر بوڑھی عورت کی طرف انگلی اٹھائی۔ ”اسے لے جاؤ۔“

سپاہی بوڑھی عورت کی طرف بڑھے تھے کہ اس نے اطمینان سے کہا۔ ”مجھے معلوم ہے تم مجھے معاف نہیں کرو گے۔ میں زندہ جلا دی جاؤں گی، مجھے اس کی پروا بھی نہیں ہے۔ لیکن میں تمہیں خبردار کررہی ہوں، میریا اور اس کے شوہر کے بارے میں جو کہا ہے اگر اس سے ذرا بھی ہٹے تو نتیجے کے خود ذمے دار ہوگے۔“

”میں ایسا ہی کروں گا۔“ جیکوئیس نے آہستہ سے کہا اور سپاہی بوڑھی عورت کو پکڑ کر وہاں سے لے گئے۔

☆☆☆

مارکس بہت دیر سے اس کرسی پر بندھا ہوا تھا، پہلے اس کا خیال تھا کہ اسے بٹھاتے ہی نیچے آگ لگا دی جائے گی۔ بروڈی اور اس کے ساتھی اسے دہشت زدہ کرنے کے لیے بتا رہے تھے کہ مرنے سے پہلے وہ اپنے جلتے گوشت کی بو سونگھے گا مگر اسے باندھ کر وہ وہاں سے چلے گئے۔ نہ جانے کتنی دیر گزر گئی تھی۔ اس کا جسم بندھے بندھے سن ہو گیا تھا۔ پھر ایک سپاہی آیا اور اس نے مارکس کو کھولا۔ ”چلو تمہیں بلایا گیا ہے۔“

مارکس بڑی مشکل سے اٹھا اور پھر گر گیا۔ سپاہی کھڑا اسے دیکھتا رہا اور اسے خود ہی اٹھنا پڑا۔ وہ اس کے ساتھ تہ خانے سے باہر آیا تو صحن میں ایک تابوت دیکھ کر اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا تھا۔ وہ وحشت زدہ ہوکر چلایا۔ ”کس کا ہے... یہ تابوت کس کا ہے؟“

”خاموش۔“ بروڈی نے سختی سے کہا۔ ”تمہاری بیوی مرگئی ہے یہ اس کا تابوت ہے۔“

”مرگئی۔“ مارکس پاگل ہونے لگا۔ ”تم لوگوں نے اسے ماردیا چڑیل قرار دے کر۔“

”وہ چڑیل نہیں تھی۔“ جیکوئیس نے کہا۔

”پھر... پھر اسے کیوں مارا؟“

”اسے مارا نہیں، شیطان نے اس کے جسم پر قبضہ کرنے کی کوشش کی تھی اس لیے خدا نے اسے اپنی امان میں لے لیا۔ تم اسے لے جاؤ اور ٹولیڈو کی حدود سے باہر کہیں دفن کرنا۔“

مارکس تابوت سے لپٹ گیا اور دھاڑیں مار کر رونے لگا۔ ایک گھوڑا گاڑی تابوت اور مارکس کو لے جانے کے

لیے تیار تھی۔ تابوت اس پر بار کیا گیا۔ مارکس نے خود پر قابو پالیا تھا۔ قلعے سے باہر نکل کر اس نے اپنا گھوڑا لیا اور اس پر سوار ہوکر اپنے گھر کا رخ کیا۔ گھوڑا گاڑی والا تابوت اتروا کر واپس چلا گیا۔ مارکس تابوت سے لپٹ کر رونے لگا تھا۔ وہ میریا کو پکار رہا تھا جو اس کی پکار سے دور جا چکی تھی۔ پھر اسے خیال آیا کہ وہ میریا کو دیکھے۔ اس نے چاقو کی مدد سے تابوت کا اوپری تختہ الگ کیا۔ اندر میریا نئے اور زرق برق لباس میں یوں لیٹی تھی جیسے سو رہی ہو۔ مارکس کو لگا وہ زندہ ہے، اس نے بے تابی سے اسے تابوت سے نکالا اور اندر لے آیا۔ بستر پر لٹا کر اس نے میریا کے دل کی دھڑکن اور نبض دیکھی۔ دونوں ساکت تھیں۔ مارکس کا دل ڈوبنے لگا۔ ایسا کیسے ہوسکتا تھا۔ اس کی رنگت ذرا بھی تبدیل نہیں ہوئی تھی۔ ویسی ہی گلابی تھی۔ جلد نرم تھی۔ مارکس نے لاشیں دیکھی تھیں، وہ جانتا تھا کہ انسان مرنے کے بعد کیسے بدل جاتا ہے۔ لیکن میریا بالکل نہیں بدلی تھی حتیٰ کہ اس کا جسمانی درجۂ حرارت بھی لاش جیسا نہیں تھا، وہ گرم نہیں تھی لیکن بالکل سرد بھی نہیں ہوئی تھی۔ مارکس اس کے ہاتھ پاؤں سہلانے لگا، اسے محبت سے پکارنے لگا۔

مارکس یہ سب بے اختیار کررہا تھا اندر سے وہ سمجھ رہا تھا کہ میریا اب زندہ نہیں ہے اس لیے جب اچانک ہی میریا کراہی اور ہلی تو وہ اچھل پڑا پھر اس نے بے تابی سے میریا کی نبض اور دل کی دھڑکن چیک کی۔ وہ چل پڑی تھی۔ میریا کراہ رہی تھی اور سر ہلا رہی تھی۔ مارکس جلدی سے پانی لے آیا اور اس نے پانی ڈالنے کے لیے میریا کا منہ کھولا تو اس کی کٹی زبان دیکھ کر اس کا دل جیسے شدت غم سے رکنے لگا تھا۔ اس کی بیوی پر اتنا بڑا ظلم ہوا تھا۔ اس کی زبان کاٹ دی گئی تھی اور اب وہ ساری عمر نہیں بول سکتی تھی۔ لیکن یہ خوشی بھی کم نہیں تھی کہ میریا زندہ تھی۔ اس کی کوششوں سے وہ ہوش میں آگئی مگر وہ بولنے سے قاصر تھی۔ اس نے اشاروں میں مارکس کو سمجھانے کی کوشش کی اور مارکس بس اتنا سمجھا کہ کسی بوڑھی عورت نے میریا کے منہ میں کچھ ڈالا اور وہ سو گئی۔ اس نے یہ کہا تھا کہ وہ اپنے شوہر کو لے کر یہاں سے دور چلی جائے ورنہ جیکوئیس انہیں مار ڈالے گا۔ مارکس پریشان ہوگیا۔ اس نے میریا سے کہا۔

”ہم یہاں سے کہاں جائیں یہ ہمارا گھر ہے۔“

میریا بول نہیں سکتی تھی لیکن اس کی آنکھیں التجا کررہی تھیں کہ وہ اسے لے کر یہاں سے چلا جائے۔ اس سے پہلے کہ جیکوئیس کو حقیقت کا پتا چلے اور وہ انہیں دوبارہ پکڑ کر قید خانے میں پہنچا دے۔ مارکس نے سر ہلایا۔ ”ٹھیک ہے میری زندگی، ہم یہاں سے جارہے ہیں۔“

مارکس نے اپنا اور میریا کا سامان لیا۔ اپنی جمع پونجی لی اور میریا کو گھوڑے پر بٹھا کر وہاں سے روانہ ہوگیا۔ اسے معلوم تھا اس کے قرض خواہ اس کا گھر قبضے میں کرلیں گے مگر اسے اب واپس نہیں آنا تھا اس لیے اسے گھر کی پروا نہیں تھی۔

☆☆☆

ٹولیڈو کے لوگ حیران تھے کیونکہ خلاف معمول ہفتے کے علاوہ بھی کسی کو سزا دی جانے والی تھی، اوپر قلعے میں مخصوص گھنٹیاں بج رہی تھیں اور لوگوں کو ہانک کر اوپر لے جایا جارہا تھا۔ سزا کے لیے لکڑی کا چبوترا تیار تھا اور اس کے آس پاس لکڑی بھی چن دی گئی تھی بس اسے آگ دکھانے کی دیر تھی۔ جب لوگ جمع ہوگئے تو گیلری میں جیکوئیس اور اس کے ساتھی نمودار ہوئے تھے۔ کچھ دیر بعد پنجرے میں بوڑھی عورت کو وہاں لایا گیا اور ریان سی اس کی فرد جرم پڑھ کر سنانے لگا۔ بوڑھی عورت مسکرا رہی تھی وہ ذرا بھی ہراساں نہیں تھی۔ فرد جرم سنانے کے بعد اسے پنجرے سے نکالا گیا تو لوگ نعرے لگانے لگے، وہ اسے گالیاں دے رہے تھے اور بعض چیزیں پھینک کر مار رہے تھے۔ سپاہی اسے چبوترے پر لائے اور اسے بلی سے باندھ دیا۔ جیکوئیس سامنے موجود تھا۔ اس کے اشارے پر بروڈی نے لکڑیوں کو آگ لگادی۔ بوڑھی عورت نے جیکوئیس کی طرف دیکھا اور بلند آواز سے بولی۔

”جیکوئیس... تو دھوکا کھا گیا ہے، تو مجھے سزا دے سکتا ہے لیکن ان لوگوں کو نہیں۔“

یہ سن کر جیکوئیس مضطرب ہوگیا۔ شعلے اب بوڑھی عورت تک پہنچ گئے تھے اور اس کی چیخیں بلند ہورہی تھیں۔ جیکوئیس پلٹ کر اندر چلا گیا۔ اس کے کچھ دیر بعد سپاہیوں کا ایک گھڑسوار دستہ قلعے سے نکلا اور مارکس و میریا کے گھر کی طرف روانہ ہوگیا جب وہ وہاں پہنچا تو مکان خالی تھا۔ تابوت بھی خالی تھا۔ مارکس اور میریا دونوں غائب تھے۔ ایک گھنٹے بعد سپاہیوں نے جیکوئیس کو رپورٹ کی تو اس کا چہرہ ستا گیا تھا، اس نے خود سے کہا۔ ”وہ ٹھیک کہہ رہی تھی میں دھوکا کھا گیا۔“

اگلی صبح جیکوئیس کی لاش اس کے بستر پر پائی گئی، اس کا خنجر اس کے سینے میں اترا ہوا تھا اور اس کے سرہانے ایک وصیت تھی جس میں اس نے میریا سے محبت کا اعتراف کیا تھا اور اس نے وصیت کی تھی کہ اسے قلعے کے صحن میں دفن کیا جائے

لیکن اسے اکیلے دفن نہ کیا جائے بلکہ میریا اور مارکس کو تلاش کر کے لایا جائے اور ان تینوں کو ایک ساتھ دفنایا جائے۔ تب تک اس کی لاش اس کے حجرے میں رکھی جائے۔

☆☆☆

میں اور ماریا دم بہ خود سے انٹونیو سے یہ کہانی سن رہے تھے۔ یہ تو گائڈ کی بتائی ہوئی کہانی سے بالکل ہی مختلف تھی۔ جب وہ چپ ہوا تو میں نے کہا۔ ''کیا راہب جیکوئیس کی لاش ابھی تک اس کے ہجرے میں ہے؟''

''بالکل، کیونکہ اس کی وصیت پوری نہیں ہو سکی تھی۔'' انٹونیو نے سر ہلایا۔ ''اس واقعے کے بعد محتسب چرچ ختم کر دیا گیا تھا بلکہ سرے سے چرچ ہی ختم کر دیا تھا۔ اوپری حصہ جہاں جیکوئیس کی رہائش تھی اسے بند کر دیا گیا۔''

ماریا کے چہرے پر ناپسندیدگی تھی۔ ''وہ شخص اسی انجام کا مستحق تھا؟''

انٹونیو کا چہرہ ایک لمحے کو متغیر ہوا تھا لیکن فوراً ہی سپاٹ ہو گیا۔ ''شاید ایسا ہی ہے۔''

''اس کا مطلب ہے میریا اور مارکس بچ نکلنے میں کامیاب رہے تھے؟''

''ہاں کیونکہ جیکوئیس کے مرنے کے بعد کسی نے ان کی تلاش میں دلچسپی نہیں لی تھی۔'' انٹونیو نے آہستہ سے کہا۔

''اچھا ہی ہوا۔'' ماریا نے کہا اور کھڑی ہو گئی۔ ''جمی اب ہمیں چلنا چاہیے۔''

انٹونیو نے ہماری طرف دیکھا۔ ''کیا تم لوگ جیکوئیس کا حجرہ دیکھنا نہیں چاہو گے؟''

''تم نے کہا تھا کہ وہ جگہ بند کر دی ہے۔''

''ہاں، عام لوگوں کے لیے بند ہے لیکن میں عام نہیں ہوں میں جیکوئیس کے خاندان سے ہوں، میں وہاں جا سکتا ہوں کہ وہ میرے اجداد میں سے تھا۔ میرے پاس اس حصے کی چابی ہے۔''

میں سوچ رہا تھا کہ یہ خاصی پرکشش اسٹوری ہو گی اور اگر میں تصویریں بھی شامل کر لوں تو یقیناً یہ آنے والے شمارے کی ٹاپ اسٹوری بن سکتی تھی۔ میں نے ماریا کی طرف دیکھا۔ ''میرا خیال ہے ہمیں چل کر دیکھنا چاہیے۔''

''میں نہیں جاؤں گی۔''

''پچھلے پانچ سو سال میں سوائے خاندان کے لوگوں کے کوئی فرد اس حجرے میں نہیں گیا ہے۔'' انٹونیو نے انکشاف کیا۔

''میں نے کہا نا میں نہیں جاؤں گی۔'' ماریا برہم ہو گئی۔

''تب تم یہیں انتظار کرو۔'' میں نے کہا۔ ''میں ذرا انٹونیو کے ساتھ ہو کر آتا ہوں۔''

''ٹھیک ہے میں یہیں ہوں۔'' ماریا واپس بیٹھ گئی۔ میں نے محسوس کیا اس پر کہانی کا گہرا اثر ہوا تھا۔ وہ جیکوئیس سے نفرت کرنے لگی تھی اور کیونکہ انٹونیو اس کے خاندان سے تعلق رکھتا تھا اس لیے وہ اسے بھی ناپسند کر رہی تھی۔ وہ اس جگہ نہیں جانا چاہتی تھی جہاں اس کی ہم جنس پر ظلم ہوا تھا اور ظلم کرنے والا وہاں موجود تھا بے شک وہ ایک لاش ہی کی صورت تھی تو جیکوئیس کی لاش۔ ماریا کو وہیں چھوڑ کر ہم اندر آئے۔ اب وہاں کوئی نہیں تھا۔ طویل راہداری سے گزر کر ہم اس جگہ پہنچے جہاں سیڑھیاں تہ خانے میں اتر رہی تھیں وہیں ایک سیڑھی اوپر کی طرف جا رہی تھی۔ ہم اس سے چڑھ کر اوپر آئے۔ ایک بڑا لکڑی کا دروازہ تھا یہ بہت پرانا تھا لیکن اس میں لگا تالا نیا تھا۔ انٹونیو نے چابی نکالی اور تالا کھول دیا۔ ہم اندر آئے۔ اندر سے یہ حصہ خاصا بڑا تھا۔ کمرے کم تین بڑے کمرے تھے جن میں سے ایک جیکوئیس کی خواب گاہ تھی اور پانچ صدی پہلے کے حساب سے یہ خاصا سجا ہوا تھا، وہاں لکڑی کا بہترین فرنیچر تھا اور فرش پر دبیز قالین بچھے ہوئے تھے اگرچہ ان پر ڈھیروں مٹی جم گئی تھی۔ میں نے کیمرا سنبھال لیا۔

''جیکوئیس کی لاش اس کمرے میں ہے۔'' انٹونیو نے ایک دروازے کی طرف اشارہ کیا۔ اس نے خود آگے بڑھ کر دروازہ کھولا تھا۔ یہاں ایسا سسٹم تھا کہ دن کی روشنی ہر جگہ آ رہی تھی اور مصنوعی روشنی کی ضرورت نہیں تھی۔ میں اندر آیا۔ ایک چھپر کھٹ پر ہلکی چادر سے ڈھکی لاش پڑی تھی۔ چادر تلے اس کے ڈھانچا ہو جانے والے نقوش نمایاں تھے۔ مجھے حیرت ہوئی کہ کیا گائڈ اور دوسرے لوگ اس حقیقت سے واقف نہیں تھے۔ میں یہ سوال کرنے کے لیے انٹونیو کی طرف مڑ رہا تھا کہ کوئی چیز میرے سر سے ٹکرائی۔ وار میں بہت قوت تھی، میں نیچے گرا اور ساکت ہو گیا۔ میرا ذہن ڈوب رہا تھا اور میں کوشش کے باوجود ہوش میں نہ رہ سکا۔ مگر میں زیادہ دیر بے ہوش نہیں رہا تھا۔ ایک تو وار صحیح جگہ نہیں لگا تھا، میرا سر گھومنے سے بچت ہوئی تھی دوسرے مجھے خطرے کے احساس نے جھنجوڑ دیا۔ مجھے لگا ماریا کے ساتھ کچھ غلط ہونے والا ہے۔ وہ قلعے میں اکیلی تھی اور انٹونیو مجھ پر وار کر کے جا چکا تھا۔

میں بڑی مشکل سے کھڑا ہوا۔ میرا کیمرا غائب تھا صرف کیمرا نہیں میرا پرس اور موبائل بھی غائب تھا۔ یقیناً یہ

سب انٹونیو لے گیا تھا۔ میں لڑکھڑاتے قدموں سے باہر نکلا اور پھر بہت مشکل سے سیڑھیاں اتر کر نیچے آیا۔ مجھے رہ رہ کر چکر آ رہے تھے۔ مگر کھلی فضا میں آنے کے بعد حالت بہتر ہوئی تھی۔ ماریا صحن میں نہیں تھی جہاں میں اسے چھوڑ کر گیا تھا۔ میرا دل ڈوب گیا۔ ماریا یہاں سے خود نہیں جا سکتی تھی اسے لے جایا گیا تھا۔ لیکن کہاں لے جایا گیا تھا؟ قلعے سے باہر لے جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا کیونکہ گیٹ پر گارڈ تھا۔ ماریا قلعے میں تھی۔ ایسی کون سی جگہ تھی جہاں ماریا کو لے جایا جا سکتا تھا۔ واٹر کولر سے پانی لے کر میں نے پیا اور سر پر ڈالا تو میری حالت بہتر ہوئی تھی۔ سوچتے ہوئے اچانک مجھے تہ خانے کے اوپر قید خانے کا خیال آیا جہاں کسی زمانے میں قیدی رکھے جاتے تھے۔ وہاں کوٹھریاں تھیں۔ میں جلدی سے تہ خانے میں آیا۔ سیڑھیاں اس کے کونے میں تھیں۔ اس طرف جاتے ہوئے میں نے وہ سلاخ اٹھالی جسے آگ میں دہکا کر کبھی قیدیوں کو داغا جاتا تھا۔ میں سیڑھیوں تک آیا تھا کہ مجھے ماریا کے چلانے کی آواز آئی۔

''دور رہو مجھ سے۔''

اس کے ساتھ ہی انٹونیو کی وحشیانہ ہنسی سنائی دی۔ میری رگوں میں خون کی گردش تیز ہو گئی تھی۔ میں تیزی سے سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آیا۔ ماریا کی چیخیں تیز ہو رہی تھیں۔ پھر وہ مجھے نظر آ گئی۔ انٹونیو اسے ایک کوٹھری میں لے آیا تھا اور اسے نیچے گھاس پر گرا کر دبوچنے کی کوشش کر رہا تھا۔ ماریا مزاحمت کر رہی تھی۔ میں دبے قدموں کوٹھری کے کھلے دروازے سے اندر داخل ہوا اور سلاخ گھما کر انٹونیو کے سر پر ماری۔ اس وار کے پیچھے میری ساری قوت تھی۔ سلاخ لگتے ہی انٹونیو نیچے گرا اور ساکت ہو گیا۔ ماریا جو آنکھیں بند کیے ہوئے تھی چونک کر اٹھی اور پھر مجھے دیکھ کر دیوانہ وار لپٹ گئی۔ وہ سسکیاں لے رہی تھی۔ بڑی مشکل سے وہ خاموش ہوئی اور اس کی حالت بہتر ہوئی تھی۔ پھر اس نے بتایا کہ اچانک انٹونیو وہاں آیا اور اس نے کہا۔ ''مسٹر جیمز اچانک بے ہوش ہو گئے ہیں۔''

''میں پریشان ہو گئی اور سوچے سمجھے بغیر اس کے ساتھ یہاں آ گئی۔ یہاں آتے ہی اس نے مجھے کوٹھری میں دھکا دیا اور مجھے قابو کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ یہ اس وقت بالکل وحشی اور دیوانہ لگ رہا تھا۔ وہ مجھ سے کھیل رہا تھا، کبھی پکڑ لیتا اور کبھی چھوڑ دیتا تھا۔''

میں نے جھک کر انٹونیو کو دیکھا وہ بے ہوش تھا لیکن اس کی نبض ٹھیک چل رہی تھی۔ اس کے کھلے منہ سے رال بہہ رہی تھی۔ اگر وہ دیوانہ تھا تو بہت ہوشیار تھا، اس نے کیسے چالاکی سے مجھے ماریا سے الگ کیا اور پھر ماریا کو دھوکے سے اندر لے گیا جہاں اس کی فریاد سننے والا بھی کوئی نہ ہوتا، اگر مجھے بروقت ہوش نہ آتا تو نہ جانے اس پر کیا گزر جاتی۔ میں اور ماریا باہر گیٹ تک آئے۔ ایک گھنٹے کے اندر وہاں پولیس اور طبی عملہ آ گیا تھا۔ ابتدائی طبی امداد کے بعد انٹونیو کو اسپتال منتقل کر دیا گیا تھا۔ میرا کیمرا، پرس اور موبائل ضروری نشانات لینے کے بعد واپس مل گئے تھے اور ہم ہوٹل واپس آ گئے۔ ماریا اتنی خوفزدہ تھی کہ اسی وقت یہاں سے جانا چاہتی تھی۔ مگر پولیس نے ہمیں روک دیا کہ ہم اس وقت تک نہیں جا سکتے جب تک انٹونیو پر فرد جرم نہ عائد ہو جائے۔

اگلی صبح مقامی پولیس چیف ہوٹل آیا اور اس نے بتایا کہ انٹونیو ایک نفسیاتی مریض ہے۔ اس کا تعلق جیکوئیس کے خاندان سے نہیں ہے۔ بلکہ وہ جیکوئیس سے بہت متاثر تھا، اسے پہلے بھی کئی بار یہاں آنے والے سیاحوں کو ہراساں کرنے کے الزام میں گرفتار کیا گیا مگر اس کی ذہنی حالت کی وجہ سے اسے سزا نہیں ہو سکی تھی۔ البتہ اس بار امکان تھا کہ اسے جیل نہ سہی لیکن طویل عرصے کے لیے کسی نفسیاتی اسپتال ضرور بھیج دیا جائے گا۔ پولیس چیف نے ہمیں جانے کی اجازت بھی دے دی تھی۔ ماریا نے سکون کا سانس لیا۔ ''شکر ہے، اب ہم یہاں سے جا سکتے ہیں۔''

''میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ جیکوئیس کی سوچ آج بھی زندہ ہو گی۔'' میں نے کہا۔ ''انٹونیو نے ہمیں جھوٹی کہانی سنائی تھی۔ یہ قبریں درحقیقت جیکوئیس، میریا اور مارکس کی ہیں۔ میریا اور مارکس فرار ہوتے ہوئے پکڑے گئے تھے اور جیکوئیس کی وصیت کے مطابق انہیں قتل کر کے اس کے ساتھ ہی دفنا دیا گیا تھا۔''

اس حقیقت نے ہمیں دکھی کر دیا تھا۔ ہم تو خوش تھے کہ میریا اور مارکس بچ نکلنے میں کامیاب رہے تھے۔ مگر پھر اس خیال نے دکھ کم کر دیا کہ ہم زندہ تھے۔ جیکوئیس کامیاب رہا تھا لیکن انٹونیو ناکام ہو گیا تھا۔ وہ ہمیں جدا نہیں کر سکا تھا اور نہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوا، ماریا بچ گئی تھی۔ جب ہم ٹولیڈو سے واپس روانہ ہوئے تو راستے میں، میں نے کہا۔ ''ماریا میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتا۔''

''میں بھی جمی۔'' اس نے میرے شانے سے سر ٹکا لیا۔

''بس تو ہم واپس جاتے ہی ایک ہو جائیں گے۔''

میں نے کہا تو وہ بے ساختہ ہنس دی۔

Scanned by CamScanner